رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

بابت ماہ مئی ۱۹۱۲ء

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف
و ینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون

رسالہ

ج ۵ # تشحیذ الاذہان ن ۵

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمدؐ صاحب

فہرست مضامین

ہماری زندگی سادہ ہونی چاہیئے - ۱۹۱ - ۱۹ مکمل
عبداللہ بن سبا ۲۰۹ منشی خادم حسینؐ
اتباع النبی ۲۱۰ - ۲۲۴ حافظ روشن علی
معارف قرآن مجید ۲۲۵ - ۲۳۱ مکمل
الکات حدیث ۲۳۲ - ۲۳۵ "
ریویو ۲۳۵ - ۲۴۰ "

مینجر رسالہ تشحیذ نے
قاسم مرزا سلیم میم پریس لاہور میں چھپوا کر قادیان سے شائع کیا

قیمت سالانہ عوام سے دو روپے (۲عام)
طلباء سے ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱۸)
غیر ممالک سے دو روپیہ آٹھ آنہ (۲۸) لیجاتی ہے

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے +

۸۶۵ جناب الٰہی بخش صاحب احمدی ۲ر عہ	۱۴۲۳ جناب پیرزمان شاہ صاحب ۹ر	۳۵۲ جناب ماسٹر برکت علی ار عہ
۲۱۵ جناب گل حسین صاحب عہ	۲۹۷ جناب قاضی محمد اکرم صاحب ار عہ	۳۱۵ جناب چوہدری مولا بخش ار عہ
۱۱۸۰ جناب بابو سمیع اللہ صاحب لعہ	۲۸۶ جناب تاج الدین صاحب ار عہ	۲۰۸ جناب منشی احمد الدین صاحب ار عہ
۲۹۷ جناب میاں رحیم بخش صاحب عہ	۲۹۸ جناب حکیم محمد اکرم صاحب ار عہ	۱۹۷ جناب حافظ غلام رسول صاحب ار عہ
۲۰۵ جناب ابوبکر صاحب ۸ر عہ	جناب غلام قادر صاحب قصیح ۱۱ر عہ	۱۶۷ جناب محمد یوسف صاحب ار عہ
۲۰۶ جناب اللہ دتا عرف گلاب خاں ار عہ	۱۲۲۱ جناب بقا محمد صاحب ار عہ	۱۳۱۱ جناب ماسٹر عبد العزیز صاحب ار عہ
۷۹ جناب بابو مظفر احمد صاحب ۲ر عہ	۷۰۳ جناب منشی کریم بخش صاحب ارہے	۱۳۴ جناب بابو عبد العزیز صاحب ار عہ
۱۳۸ جناب میاں نور علی صاحب ۲ر عہ	۸۲۷ جناب میاں عبد الکریم صاحب ۲ر عہ	۷۰۸ جناب مولوی محمد علی صاحب ار عہ
۱۸۱ جناب محمد سلیمان صاحب ار عہ	۸۲۱ جناب مستری مہر اللہ صاحب ار عہ	۹۲۵ جناب میاں محمد امین صاحب ار عہ
۷۵ جناب عبد العزیز صاحب عہ	۸۰ جناب بابو فیروز علی صاحب عہ	۹۱۰ جناب بابو خدا بخش صاحب ۹ر عہ
۲۰ جناب شیخ محمد مبارک اسمٰعیل ۹ر عہ	ڈاکٹر ایس کے برمن عہ	محمد فضل صاحب چنگا بنگیال ار عہ
۸۰۹ جناب علی بخش صاحب داروغہ ۲ر عہ	۶۱۰ جناب قادر خان صاحب شادی گڑھ ۲ر عہ	۹۲۰ جناب شیخ رحیم بخش صاحب ار عہ
۶۸۱ جناب مولوی نور محمد صاحب ۲ر عہ	۱۱۵۳ جناب محمد الدین صاحب ار عہ	۹۲۲ جناب بابو علی گوہر صاحب ار عہ
۷۶ جناب عنایت اللہ صاحب ۲ر عہ	۱۲۲ جناب گلاب الدین صاحب ۸ر	۱۰۰۲ جناب خواجہ جمال الدین صاحب ار عہ
۵۷۵ جناب سید محمد صاحب عہ	۱۶۲ جناب غلام محمد صاحب ار عہ	۸۱ جناب پیر برکت علی صاحب ار عہ
۶۲ جناب محمد عمر خان صاحب ۲ر عہ	۳۰۵ جناب میاں نبی بخش صاحب ار عہ	۳۱ جناب بید ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب ار عہ
۸۸ جناب بابو فضل الرحمن صاحب ار عہ	۱۲۴ جناب میاں لیاقت حسین صاحب ۲ر عہ	۱۱۷ جناب بابو عبد الرحمن صاحب ار عہ
۲۳۹ جناب منشی امام الدین صاحب عہ	۵۲ جناب بابو محمد اسماعیل صاحب ار عہ	۱۳۷ جناب منشی طفیل احمد صاحب ار عہ
۱۱۲ اہلیہ اسد اللہ صاحب ارہے	۲۶ جناب چوہدری نصر اللہ خان ار عہ	۱۹۶ جناب نیاز احمد صاحب ار عہ
۱۴۷ جناب غلام رسول صاحب ۲ر عہ	۱۵۸ جناب میاں محمد الدین صاحب ار عہ	۶۲ جناب مراد بخش صاحب ار عہ
۱۶۲ جناب منشی محمود میر خان صاحب ۸ر عہ	۱۲ جناب شیخ مولا بخش ار عہ	۳۳۵ جناب حکیم محمد حسین صاحب ار عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مئی ۱۹۱۲ء

ہمیں سادہ زندگی بسر کرنی چاہیئے

ایک امتہ وسط۔ امتہ قائمہ۔ شہداء علی الناس کہلانے والی قوم۔ آخرین منہم لما یلحقوا بہم کی مصداق۔ ایک خشن پوش قوم کی جانشین بننے والی قوم کی زندگی نہایت ہی سادہ ہونی چاہیئے دنیا کی دلفریب مگر عارضی تجمل و شان کی قدر اس کی آنکھوں میں پرکاہ کے برابر بھی ہو۔ تو افسوس کا مقام ہے۔ دنیا فانی دنیا کے ساز و سامان اس کی نظر میں کچھ بھی جچتے ہوں۔ تو رب الانام کے کلام ہدایت التیام وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ (ان قسما قسم کی آرائش زندگانی کی چیزوں کو آنکھ اٹھاکر بھی نہ دیکھو۔ تاکہ ہم آزمائش کی کٹھالی میں ڈالیں۔ اور تیرے پروردگار کا رزق اس سے اچھا اور پائدار ہے) کے بھلا دینے میں کیا کلام ہے۔ یہ دولت یہ مال و منال یہ حشمت یہ جاہ و جلال کچھ شک نہیں کہ اسکا حقیقی وارث اسلام ہے۔ مگر اس اذا رایت ثم رایت

نعیماً وملکاً کبیرا۔ پر ایمان رکھنے والے گروہ کے دل میں اگر ذرا بھی اس کی عظمت ہو۔ اگر کچھ بھی اس کی محبت ہو۔ تو یہ حال موجب اندوہ ملال اور یہ نام باعث حزن وآلام ہے۔ دو جہان کا بادشاہ جس کے نام نامی میں تیرہ سو برس گزرنے پر بھی وہی حیرت انگیز قیامت خیز اثر باقی ہے۔ کہ بڑے بڑے پرسطوت وشوکت شہنشاہان زمن اسکا نام لینے پر تختوں سے اتر آنا اپنے لئے موجب فخر ومباہات بلکہ ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ اور جس کی ابدی سلطنت اور آسمانی بادشاہت کا نقارہ تمام اسلامی دنیا میں پانچ بار بجایا جاتا ہے۔ اور جس کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک فرماکر خالق پاک نے فیصلہ فرمادیا۔ کہ یہ سب کچھ اُسی ذات بابرکات کی طفیل منصۂ ظہور میں آیا جب اس کے تاج زریں میں الفقر فخری کا تمام جہان کی نظروں میں چکاچوند لانے والا درخشندہ ہیرا جلوہ گر ہے۔ اور جب اس کی کتاب حکمت کا دیباچہ اس دعا سے شروع ہوتا ہے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ۔ اور جب اس کی زندگی کے حالات ہم پڑھتے ہیں (۱) ما علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رغیفاً مُرَقَّقاً حتّٰی لحق باللہ ولا رای شاۃً سمیطاً بعینہٖ قطّ۔ میں نہیں جانتا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی دیکھی ہو۔ یہانتک کہ آپکا وصال ہوا۔ اور نہ دم بخت کی ہوئی بکری۔

(۲) مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم مُنْخَلًا مِنْ حِیْنَ اَبْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ قِیْلَ کَیْفَ کُنْتُمْ تَاْکُلُوْنَ الشَّعِیْرَ غَیْرَ مَنْخُوْلٍ کُنَّا نَطْحَنُہٗ وَنَنْفُخُہٗ فَیَطِیْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِیَ ثَرَّیْنَاہُ فَاَکَلْنَاہُ (رواہ البخاری) سہل کہتا ہے رسول اللہ نے چھلنی نہیں دیکھی۔ یہانتک کہ وفات فرمائی۔ پوچھا گیا۔ جو بن چھنے ہوئے کس طرح کھاتے تھے۔ جو اہدیا ہم پیسے اور پھونک لیتے۔ جو اڑجاتا اڑجاتا۔ جو باقی بچتا۔ گوندھ لیتے)

(۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کَانَ یَاْتِیْ عَلَیْنَا الشَّھْرُ مَا نُوْقِدُ فِیْھَا نَارًا اِنَّمَا ھُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنْ یُّؤْتٰی بِاللُّحَیْمِ متفق علیہ ایک ایک مہینہ گذر جاتا تھا۔ اور ہمارے مطبخ میں آگ نہیں جلتی تھی۔ بس کھجور اور پانی۔ ہاں کسی دن گوشت آجاتا۔ تو خیر۔ پھر یہ کہ

ما شبع آل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اہل بیت کا وفات رسول اللہ صلعم تک یہ حال تھا۔ کہ دو دن متواتر پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی۔ اور نعمان بن بشیر گواہی دیتے ہیں۔ لَقَدْ رَأَیْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا یَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا یَمْلَأُ بَطْنَہٗ (مسلم) میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ ناکارہ کھجور اسقدر کہ پیٹ بھر دے نہیں پاتے تھے۔ پھر ایک اور صحابی کی شہادت ہے۔ کہ شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم عَنْ بَطْنِہٖ عَنْ حَجَرَیْنِ (ترمذی) ہم نے رسول اللہ کے حضور اپنے پیٹوں پر پتھر باندھے ہوئے دکھائے۔ اور بھوک کی شکایت کی۔ تو آپ نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے دکھائے۔ یہ تو کھانے کے متعلق آپ نے سنا۔ اب ذرا لباس کی کیفیت سنئے۔ ابو ہریرہ راوی ہیں۔ اور بخاری ومسلم دونوں میں یہ حدیث مذکور ہے۔ اخرجت الینا عائشۃ کساءً ملبدًا وازارًا غلیظًا فقالت قبض روح رسول اللہ صلعم فی ھذین (حضرت عائشہ نے ایک چادر پیوند کی ہوئی اور ایک تہ بند موٹا دکھایا۔ کہ ان دونوں میں رسول اللہ صلعم نے وفات پائی) اور دوسرے گھر کے ساز و سامان کی نسبت بھی ارشاد نبوی آویزۂ گوش ہو۔ عن جابر ان رسول اللہ صلعم قال لہ فراش للرجل وفراش لامرئتہ و الثالث للضیف والرابع للشیطان (مسلم) فرمایا۔ ایک بستر مرد کا اپنا ایک بیوی کا۔ ایک مہمان کے لئے۔ چوتھا شیطان کے لئے۔

تو پھر اے میرے دوستو! اے میرے پیارے بھائیو اور عزیز بہنو! ہم جو اس سرکار کا طوق غلامی اپنی گردنوں میں رکھنا۔ موجب عزّ و شرف جانتے۔ اور اس کی پاک زندگی کو اپنے لئے اسوہ حسنہ مانتے ہیں۔ اگر باوجود دس پندرہ روپے تنخواہ ہونے کے ہمارے ناشتہ کا خرچ نو دس آنے روز ہو۔ یا ہم اپنے لباس کو نامکمل سمجھیں۔ جب تک ہر موسم کے لئے دس

پیوندہ قمیص اور پاجامے نہ ہوں۔ تو کس قدر افسوس و شرم کا مقام ہے۔ کیا اس صورت میں ہم صحیح معنوں میں اس خستہ پوش قوم کے جانشین بن سکتے ہیں جس کے افراد مقدسہ کے حالات اگر میں فرداً فرداً سناؤں۔ تو حیران رہ جاؤ۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ نبی کریم کے حضور ایک جماعت رہتی تھی۔ جسے اصحاب الصفہ کہتے تھے۔ ابو ہریرہؓ ان کی حالت کا ذکر فرماتے ہیں کہ ستّر آدمی تھے مگر چادر کسی کے پاس بھی نہ تھی۔ بس یا تہمد یا کملی وہ بیچارے اسی کو صبر و شکر کے ساتھ اپنے گلے میں باندھے پھرتے تھے۔ نصف پنڈلی تک یا حد ٹخنوں تک کپڑا پہنچتا تھا پھر اس ڈر سے کہ بے ستری نہ ہو۔ وہ اپنے ہاتھ سے سمیٹتے رہتے تھے۔ یہ حدیث بہت معتبر ہے اور بخاری میں موجود ہے۔ لَقَدْ رَأَیْتُ سَبْعِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَیْهِ رِدَاءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَاِمَّا کِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَیْنِ وَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ الْکَعْبَیْنِ فَیَجْمَعُهُ بِیَدِهٖ کَرَاهِیَةَ اَنْ تُرٰی عَوْرَتُهٗ۔ الناس باللباس کو اپنی زندگی کا ماٹو بنانے والے اور بلا ضرورت اعلیٰ درجہ کے لباس کو اپنے لئے سرمایۂ افتخار یا باعث اعزاز سمجھنے والے یہ کہکر نہ ٹالدیں۔ کہ خیر یہ ایک فقراء کا گروہ تھا۔ جنکا کام صرف مسجد میں بیٹھکر قرآن یاد کرنا تھا۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ فارس و روم و مصر و شام کے فاتح بھی اسی قسم کا لباس رکھتے تھے اور وہ اپنے معمولی لباس کے ساتھ شاہی درباروں میں اس جرأت و دلیری کے ساتھ گئے ہیں۔ کہ دیکھنے والے دنگ رہ رہ گئے۔ سب سے بڑے فاتح تو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں حاضر ہوا۔ آپ ایک کھجور کے بوریئے پر لیٹے تھے جسکے نشان آپ کے پہلوئے مبارک پر لگ رہے تھے (فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰی رِمَالِ حَصِیْرٍ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ) عرض کیا حضور دعا فرمادیں۔ کہ امت کو کشائش حاصل ہو۔ اہل فارس و روم کیا کیا ساز و سامان رکھتے ہیں۔ وہ خدا کے پرستار نہیں۔ تو آپ نے کیا مست کر دینے والا فقرہ فرمایا۔ اما ترضیٰ ان تکون لهم الدنیا۔ و لنا الاخرة۔ کیا تو راضی نہیں

ان کے لئے دنیا ہو (جو فانی ہے) اور تمہارے لئے آخرت (جو ابدی ہے) پھر اسی پاک رسول کے غلاموں میں سے ایک غلام۔ نیک فرجام۔ اسی حدیث کا راوی حضرت عمرؓ نام جب بیت المقدس کے قلعہ کی چابیاں رومی بطریق کے استدعا و التجا کے مطابق اپنے دست مبارک میں لینے کے لئے گیا۔ تو آپ جانتے ہیں۔ کہ وہ شام اور فارس کا فاتح۔ شاہ عرب جانشین مصطفےٰ کس ساز و سامان کیساتھ روانہ ہوا۔ سنئے ایک تھیلی ستو کی بھرلی۔ ایک کھجوروں کی اور ایک برتن لکڑی کا لے لیا۔ اور ایک مشکیزہ پانی پینے کا۔ اپنے ہمراہ ایک غلام لیا۔ اور اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہو لیا۔ صحابہ نے حفاظت کے لئے باڈی گارڈ ہمراہ لے جانے کے واسطے عرض کیا۔ مگر آپ نے لَنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ سنا کر سب کو خاموش کر دیا۔ ہر منزل کا نصف رستہ خود اونٹ پر سوار ہوتے۔ اور نصف غلام کو چڑھاتے۔ اور اس بات کی بھی پروا نہ کی۔ کہ بیت المقدس کے قریب غلام اونٹ پر سوار ہے۔ اور آپ نکیل پکڑے جا رہے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے درخواست کی۔ کہ آپ کا لباس پھٹا ہوا ہے۔ اور پیوند لگے ہیں۔ ذرا تبدیل فرمالیں۔ اور گھوڑے پر سوار ہولیں۔ آپ نے ان کی خاطر سے منظور فرمالیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد پھر وہی اپنا پرانا اور بوسیدہ پیرہن زیب تن کر لیا۔ اور فرمایا لاؤ میرا اونٹ باوجود اس سادگی کے لوگ آپ کی رعب و ہیبت سے کانپتے تھے۔ جس سے کم از کم یہ تو واضح ہوتا ہے کہ شان و شوکت۔ رعب و ہیبت۔ کوئی زرق برق لباس پر منحصر نہیں۔ بلکہ یہ تو اللہ کا عطیہ ہے۔ جسے چاہے دے۔ اور سنیئے۔ ایرانی افواج کا سپہ سالار رستم صلح کی سلسلہ جنبانی کرتا ہے۔ مسلمانوں کی امن پسندی و صلح جوئی کی سپرٹ باوجود آثار غلبہ و فتح کے اسکی درخواست منظور کر لیتی ہے وہ ایک شاندار دربار کا اہتمام کر کے مسلمانوں پر رعب ڈالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ زر دوز اور مرصع قالین بچھائے جاتے ہیں۔ وسط میں تخت رکھا ہے۔ ایرانی امرا لباس فاخرہ زیب تن کئے بڑی شان و شوکت سے اپنے اپنے مدارج و مراتب کے مطابق نیچے بیٹھے ہیں۔ ادہر سے ایک مسلمان گھوڑے پر سوار پھٹے پرانے موٹے جھوٹے کپڑے پہنے سیدھا دربار میں پہنچتا ہے۔ ایرانی ایکطرف اس کی

سادہ زین۔ لکڑی کی رکابیں اور کھجور کے پتوں کا نیام اور ایسا ہی ایک ترکش دیکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسکی آزادانہ انداز اور بے پروائی پر نظر کر کے حیران ہو رہے ہیں۔ گھوڑے سے اتر کر وہ اپنے نیزہ کی انی سے ان کے قیمتی قالین کو چھیدتا ہوا تخت کے پاس پہنچتا ہے اور اس بیباکی سے گفتگو کرتا ہے۔ کہ سپہ سالار افواج سے کچھ جواب بن نہیں آتا۔ پھر ایک نیکدل خلیفے عمر بن عبد العزیز کا واقعہ آپ سن چکے ہونگے۔ عید کا دن ہے بیوی کہتی ہے۔ آج تو بچوں کو نئے کپڑے پہنواؤ۔ آپ فرماتے ہیں میری تنخواہ میں گنجایش نہیں۔ اگر کل تک زندہ رہنے کی ضمانت دے سکتی ہو۔ تو کل کا وظیفہ آج نکلوا سکتا ہوں۔ با ایں ہمہ ان کے رعب و داب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ سن لیا آپ نے یہ تھے آپ کے اسلاف۔ اب ہم جوان کے اخلاف ہیں۔ ہمارے لئے خود ہی انصاف سے کہو۔ یہ ضروری ہے یا نہیں؟ کہ ہم اپنے نمونے سے تمام اقوام عالم کو جو زینۃ الحیوٰۃ پر مر رہی ہیں جس کی علت غائی فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ط یہ مال و اولاد ورلی زندگی میں انہیں عذاب دینے اور بحالت کفر جانیں نکلوانے کے لئے ہیں اور جس کا انجام بھی کلام ایزد علام ان الفاظ میں بتا چکا ہے۔ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا دکھا دیں کہ حقیقی راحت ابدی آرام سچی کامیابی۔ واقعی اعزاز و اکرام۔ ایمان و عمل صالح پر ہے نہ کہ فوق البھڑک لباس اور زبان کو چٹخارے دلانیوالے مگر معدے کو ضعیف کرنیوالے کھانے پر اور نہ ضرورت حقہ سے زائد اسباب پر۔ اگر ہم دو جوڑے کپڑوں میں اپنی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ تو کیا ضرورت ہے۔ کہ خواہ مخواہ دس پندرہ جوڑے ہی بنائیں۔ اگر ایک محتاط خیاط کی سلائی سے لباساً یداری سو تکم کے ارشاد واجب الانقیاد کی تعمیل ہو سکتی ہے۔ تو رینکن کے کارخانہ میں آرڈر دینے سے کیا فائدہ۔ اگر ایک معمولی جوتا یا بوٹ ہمارے پاؤں کو بے خطر چلنے کے قابل بنا سکتا ہے۔ تو کیوں خواہ مخواہ ڈرسن کا بوٹ پہنیں جبکہ ہماری تنخواہ بیس تیس روپے سے زائد نہیں مجھے تو اس انوکھی

تہذیب پر حیرت آتی ہے۔ کہ ایک شخص رومال سے پاؤں لپیٹ کر اپنے بستر پر بیٹھا ہے۔ اور باہر نہیں نکلتا۔ کہتا ہے مجھے جرابیں لادو جو ہوں بھی دس آنے کی ننگے پاؤں باہر نکلتے شرم آتی ہے۔ یعنی آیت حجاب میں عورتوں کا کیا مذکور مردوں کے پاؤں بھی ستر میں شامل ہونے چاہئیں۔ صبح جب تک شیونگ نہ ہولے باہر کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ نہانے کے لیے جب تک حمام نہ ہو جہاں گرم پانی تولیہ اور ایک روپیہ والے صابن کی ٹکیا موجود ہونی چاہیئے۔ آپ نہا ہی نہیں سکتے۔ کھانا حلق سے نیچے ہی نہیں اترتا۔ جب تک کسی ہوٹل میں فروکش نہ ہوں شرم کی بات ہے۔ اگر ہم آزاد کہلا کر اپنے تئیں اسقدر پابندیوں میں ڈال لیں۔ اور ڈوب مرنا چاہیئے اسقدر نزاکت پیدا کر لینے پر کہ ہماری حیثیت تو ہو معمولی۔ اور آمد ہو بقدر قوت لایموت پھر کوئی چیز بقدر طاقت خود اٹھانا یا کوئی سادہ کھانا یا کوئی پیوند لگا ہوا تو کجا معمولی لباس پہننا اپنی ہتک عزت کا موجب سمجھیں۔ کوئی نکاح ہو۔ جس کا انصرام حسب سنت خیر الانام چند آنے کے چھوہاروں میں ہو سکتا ہے۔ مگر ہم ہیں۔ کہ جب تک سات آٹھ سو روپیہ خرچ نہ ہو۔ اسکا نام نکاح نہیں۔ بلکہ ماتم رکھیں حیف ہے ہماری زندگی پر اگر مسلمان کہلا کر اس امی نبی ؐ کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں میں ڈال کر ان رسومات ناشائستہ۔ ورواجہائے نابائستہ کا تتبع کریں جو کفار سے مخصوص ہیں۔ ولیمہ کرنا نصیب نہ ہو۔ مگر بیاہ سے پہلے اپنی برادری کو طعام تفاخر کھلانے میں اپنی جائداد غیر منقولہ و منقولہ کو بیچ دینے یا رہن رکھنے میں کچھ تامل نہ کریں۔ سنو! وہ عرب و عجم کا شہنشاہ خود مختار وہ سرور کائنات سید الابرار جب اپنا نکاح کرتا ہے۔ تو دو مدّ جو سے اپنا ولیمہ فرماتا ہے۔ اور اس میں اپنی ہتک عزت نہیں سمجھتا۔ یہ بات میں اپنی طرف سے بنا کر نہیں کہتا۔ بلکہ صحیح حدیث میں ذکر ہے۔ کہ اَوْلَمَ النَّبِیُّ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ (رواہ البخاری) بلکہ یہانتک بے تکلفی اور سادگی تھی کہ لوگ اپنے اپنے گھروں سے کھانا لائے ہیں۔ اور ایک جگہ بیٹھکر کھا لیا ہے۔ اور یہ ولیمہ ہو گیا۔ آپ ایسی باتوں کو فسانہ نہ سمجھ لیں۔ قادیان میں ایسے نظارے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں

پھر تجہیز و تکفین ہے۔ اس میں عجیب عجیب فضولیاں ہیں۔ مرنے کی بھی کئی قسمیں ٹھہرا رکھی ہیں۔ ایک جوان مرتا ہے۔ تو ایک بڈھا مرتا۔ پھر چھ چھ ماہ بلکہ ایک ایک سال تک مرنیوالا مر کر اس کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ مگر اسکے وارثوں کا پیچھا نہیں چھوٹتا۔ یہ تیجا ہے یہ چہلم ہے۔ یہ سہ ماہی ہے یہ ششماہی ہے۔ یہ برسی ہے۔ کیا آپکو معلوم ہے۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ بلا فصل حضرت نبی اکرم وصیت فرماتے ہیں۔ کہ میری دو مستعملہ چادریں دھو کر انہی میں مجھے کفنا دینا۔ مانا کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ اگر عمدہ کپڑوں میں کفنایا۔ تو میں کچھ بڑھ نہ جاؤنگا۔ اور برے کپڑوں میں کفنایا۔ تو گھٹ نہ جاؤنگا۔ اب تو جب تک تنگی یا مینڈھے کا دھلا ہوا لٹھا نہ ہو۔ چارپائی پر ایک قیمتی دو شالہ نہ ہو۔ مردے کو قبر تک لیجانا گناہ سمجھا جاتا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! اپنے اسلاف کے کارنامے دیکھو۔ اور پھر ان کی سادہ زندگی پر نظر کرو۔ اور پھر خدا سے ڈرو۔ یہ تکبر یہ تفاخر یہ فضولیاں فضولخرچیاں اگر خدانخواستہ تم میں ابھی تک ہیں۔ تو چھوڑ دو۔ چند روزہ زیب و آرائش کے سامان سے منہ موڑ لو۔ تم اس خدائے ذوالجلال کا آخری پیام ہو۔ تم رسول اللہ صلعم کی آخری جماعت ہو۔ اگر تم نے نیک و قابل تعریف نمونہ کفایت شعاری اور سادہ زندگی بسر کرنیکا نہ دکھایا۔ تو پھر اور کون دکھائیگا۔ تم اس قصر اسلام کے لئے جو ہمارے امام مسیح الانام علیہ السلام نے تیار کیا۔ بمنزلہ ان اینٹوں کے ہو جو بنیادوں میں پڑتی ہیں۔ تم بہت سے بوجھوں کے نیچے دبے ہوئے ہو۔ مگر تمہاری استقامت پر تمام عمارت کی پختگی کا دارومدار ہے۔ تم گلستان احمد کے شجرہ طیبہ کی جڑ ہو۔ اگر یہ جڑ رہی ہے سب کچھ رہا ہے ورنہ مٹی میں رلنا تمہاری قسمت ہے۔ اگر تم اپنی پوزیشن کو چھوڑ دوگے۔ اور اپنے مرکز پر قائم نہ رہوگے۔ تو موسم پر پھل دینے والی رنگا رنگ پھولوں سے مزین ڈالیاں کسی اور باغ میں نظر آئینگی۔ صحابہ کرام کا نمونہ اختیار کرو۔ جن کے لئے زادراہ ستو کی ایک تھیلی کافی تھی اور انکا قیمتی لباس۔ لباس تقوٰی۔ (ولباس التقوٰی ذٰلک خیر) اور جن کی غذا ذکر اللہ تھی۔ اور جن کا اوڑھنا بچھونا۔ دن رات خدا کا نام۔ اسلام اور اسکے مبلّغ نبی اکرم صلعم کی

ستایش تھی۔ میرے کان منتظر ہیں۔ ان سریلی دل لبھانیوالی پاک آوازوں کے جو اس مضمون پر لبیک کہیں۔ اور اپنا طرز معاشرت بالکل سادہ بنالیں۔ میری آنکھیں مشتاق ہیں۔ ان پاکیزہ صورتوں کے دیکھنے کی۔ جن کی خوراک جن کی پوشاک صحابہ رضی اللہ عنہم کی یاد دلانیوالی ہو میری زبان پر ان نور کے پتلوں کی توصیف ہے جنکا شعار دثار اس مضمون میں ظاہر کردہ آرزو کے مطابق ہو۔ میرے ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھے ہوئے ہیں۔ ان پیارے بھائیوں کے لیے جن کی روش قرن اول کے موافق ہو۔ میرے پاؤں ان بزرگوں کی خدمت میں نیاز حاصل کرنیکے لئے تیار ہیں۔ جن کا فیشن وہی ہو۔ جو

السابقون الاولون من المھاجرین والانصار

کا تھا۔ الٰہی میری آرزو تہ دل سے اخلاص کیساتھ چاہی ہوئی آرزو کو پورا کر۔ اور مجھے بھی ایسا ہی بنا۔ جیسا کہ میرا سید و مولیٰ روحی فداہ مسیح موعود چاہتا تھا۔ کہ ہم بنجائیں۔ اللھم آمین

عبداللہ ابن سبا

ابن سبا ایس ایم آدرہ نست

اس شخص کا نام تو زبان زد عوام ہے۔ لیکن اس کے حالات سے سوائے خواص کے کم لوگ ہی واقف ہونگے۔ عام طور مشہور ہے۔ کہ شیعہ مذہب کا بانی یہی شخص ہے۔ حتیٰ کہ میں نے سید سجاد حسین مشہور شیعہ متکلم کے ایک رسالہ تصویر غالب و مغلوب میں دیکھا۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم دہلوی نے بھی ایسا لکھا ہے لیکن رسالہ مذکور میں اس نسبت کی کلی تردید کی گئی ہے اسی طرح نواب محسن الملک صاحب مرحوم نے بھی آیات بینات میں لکھا ہے کہ بانی مذہب شیعہ عبداللہ ابن سبا ہے۔ لیکن کچھ تفصیل نہیں کی۔

غرض یہ ہے۔ کہ اہل سنت آجتک شیعوں کو یہ الزام دیتے آتے ہیں۔ لیکن شیعہ صاجبان ہیں۔ کہ عوام عبداللہ بن سبا کے نام سے بھی واقف نہیں۔ اور خواص ناک پر کھی نہیں بیٹھنے دیتے۔ اور اس الزام کو محض اتہام اور افترا ظاہر کرتے ہیں۔ دوران تحقیق مسائل متنازعہ فریقین میں دو ایک معتبر کتب شیعہ سے خاکسار کو عبداللہ بن سبا کے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ جنکو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مرزا محمد تقی لسان الملک مستوفی اول و دیوان اعلیٰ سلطان ناصر الدین شاہ قاجار نے اپنی مشہور کتاب ناسخ التواریخ فارسی میں لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ اردو حسب ذیل ہے

ذکر پدید آمدن مذہب رجعت در سالِ سی و پنجم ہجری

عبداللہ بن سبا ک یہودی تھا۔ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں مسلمان ہو گیا۔ اور اگلی کتابوں اور صحیفوں سے بخوبی واقف تھا۔ جب مسلمان ہوا۔ تو عثمان کی خلافت اسکو کچھ پسند نہ ہوئی۔ پس اصحاب کی مجلسوں اور محفلوں میں جا بیٹھتا۔ اور عثمان کی برائیوں کو جس قدر کہ ہو سکتا۔ بیان کرتا۔ لوگوں نے عثمان سے جا کہا۔ اس نے کہا یہ یہودی ہے۔ کون؟ اور حکم دیا۔ کہ اسکو مدینہ سے نکالدیا جائے۔ عبداللہ مصر میں آگیا۔ چونکہ عالم اور دانا آدمی تھا۔ لوگ

اس کے پاس جمع ہوتے۔ اور اس کی باتوں پر یقین کرتے۔ اس نے کہا سنو بھائی لوگو تمنے کیا نہیں سنا۔ نصاریٰ کہتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام اس جہان میں لوٹ کر آئینگے۔ چنانچہ ہماری شریعت میں بھی یہ بات یقینی ہے۔ تو جب عیسیٰ رجعت کر سکتے ہیں۔ تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو عیسیٰ سے بھی بلاشبہ افضل ہیں۔ کیوں کر رجعت نہ کرینگے۔ اور خدا بھی قرآن کریم میں فرماتا ہے ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الیٰ معاد جب اس بات کو لوگوں کے ذہن نشین کر دیا۔ تو کہا خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر زمین میں بھیجے ہیں۔ اور ہر پیغمبر کا کوئی وزیر یا خلیفہ ہوا ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ پیغمبر دنیا سے جائے۔ خصوصاً جبکہ وہ صاحب شریعت بھی ہو۔ اور کوئی نائب یا خلیفہ مقرر نہ کرے۔ اور امت کے کام کو مہمل چھوڑ جائے۔ اصل یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصی اور خلیفہ علی علیہ السلام ہی تھے چنانچہ خود فرمایا تھا۔ انت منی بمنزلت ھارون من موسیٰ۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ علیؑ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلیفہ ہیں۔ اور عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اس منصب کو غصب اور اپنے ساتھ وابستہ کر لیا عمرؓ نے بھی ناحق اس امر کو شوریٰ میں ڈالدیا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف نے خواہش نفسانی کیساتھ عثمانؓ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ اور جو علیؑ کا ہاتھ بیعت کرنیکے لئے پکڑ رکھا تھا۔ اسکو چھوڑ دیا۔ اب ہم لوگ جو شریعت محمدی میں ہیں۔ لازم ہے۔ کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے میں شرم نہ کریں۔ جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔ پھر اپنے لوگوں کو کہا۔ ہم کو ابھی عثمانؓ کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اسلئے واجب ہے۔ کہ جہانتک ہو سکے۔ عثمان کے عاملوں (گورنروں) کو جو ظلم و ستم کی آگ کو بھڑکاتے ہیں کمزور بنائیں۔ اور ان کی بداعمالیوں کو جہان میں ظاہر کریں۔ اور لوگوں کے دلوں کو عثمانؓ اور اسکے گورنروں کی طرف سے پھیر لیں۔ پس مراسلے لکھے گئے۔ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی جو مصر کا حاکم تھا اطراف جہاں میں شکائتیں بھیجیں۔ اور لوگوں کو اس بات پر متفق کیا (مردم رایکدل و یکجہت کروند) کہ مدینہ میں جمع ہو

آئیں۔اور عثمانؓ پر امر المعروف کریں۔ اور اسکو خلافت سے اتار دیں۔ عثمانؓ اس راز کی جستجو کرتے تھے۔ اور مروان بن الحکم نے شہروں میں جاسوس بھیجے جو یہ خبر لائے۔ کہ ہر شہر کے بڑے بڑے لوگ عثمانؓ کو خلافت سے اتارنے میں اتفاق رکھتے ہیں۔ ناچار عثمان عاجز اور بے بس ہو کر رہ گئے"۔ ترجمہ ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم در حالات عثمانؓ صفحہ ۵۲۴ مطبوعہ ایران

رئیس المحدثین شیخ الطائفہ شیخ ابوجعفر قمی نے اپنے رسالہ اعتقادیہ میں اور مرزا باقر علی نے ارشادیہ شرح اعتقادیہ میں بھی عبداللہ بن سبا اور اسکے اعتقاد کا ذکر کیا ہے۔ جسکو خاکسار نے اپنے رسالہ شیع الاولین میں مفصل لکھا ہے۔ بخوف طوالت یہاں اس کا اختصار عرض کئے دیتا ہوں۔ ارشادیہ میں غالی شیعوں کے متعلق لکھا ہے۔

"جاننا چاہیئے۔ کہ غالی ایک فرقہ ہے شیعوں میں سے کہ جو غلو کرتے ہیں امر دین میں خصوصاً فرقہ سبائیہ کہ ان کا گروہ عبداللہ بن سبا ہے۔ وہ لعین جناب امیر کو خدا جانتا ہے۔ اول یہ شخص یہودی تھا۔ پھر بظاہر اسلام لایا پھر رجوع کی اس نے طرف کفر کے اور گمان کیا۔ کہ امیرالمومنین خدا ہیں"۔ جناب امیر جب اسکے حالات سے مطلع ہوئے۔ تو سخت سرزنش کی لیکن نہ مانا۔ آخر آپ نے اسکو قید خانہ سے نکال کر آگ میں جلا دیا"۔ ارشادیہ

لیکن افسوس ہے۔ کہ اس فتنہ کی آگ نہ بجھی پر نہ بجھی۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ عبداللہ کے بعد اسکا بیٹا عبیداللہ نام اٹھا۔ شارح اعتقادیہ تحریر فرماتے ہیں۔" اور ایک بیٹا اس کا عبیداللہ بن سبا تھا۔ وہ لعین بھی فاسد العقیدۃ تھا۔ مگر اپنے باپ سے ایک درجہ کم تھا۔ کہ وہ جناب امیر کے خدا ہونیکا قائل نہ تھا۔ مگر تفویض کا قائل ہوا تھا۔ یعنی کہتا تھا۔ کہ خدا تعالے نے اپنے سب کام پیغمبر خدا اور جناب امیر کو سپرد کر دئیے ہیں۔ اور آپ معطل ہو گیا ہے۔ یہی حضرات پیدا کرتے ہیں۔ اور یہی مارتے ہیں۔ اور یہی رزق بانٹتے ہیں۔ غرض جو کام کہ خدا کے ہیں ان کے نزدیک وہ سب کام پیغمبر خدا اور جناب علی مرتضیٰ کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کچھ نہیں کرتا۔"

(ارشادیہ)

یاد رہے کہ عقیدہ تفویض کے معتقدوں کو مفوضہ کہتے ہیں۔

شیخ ابوجعفر قمی رسالہ اعتقادیہ میں فرماتے ہیں روی عن ضرارہ انہ قال قلت للصادق ان رجلاً من ولد عبد اللہ بن سبا یقول بالتفویض الخ دیکھو اعتقادیہ مع شرح ارشادیہ صفحہ ۳۱۶ یعنی ضرارہ سے روایت ہے ہیںنے حضرت صادق ع سے عرض کیا۔ کہ ایک شخص عبد اللہ بن سبا رکی اولاد سے ہے وہ کہتا ہے۔ کہ تفویض برحق ہے

ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کے بارہ میں بلحاظ اعتقاد چار قسم کے لوگ ہیں اول غالی دوم خارجی سوم اثنا عشری چہارم وہ جو آنجناب کو خلافت میں چوتھے درجہ پر مانتے ہیں (غالباً اہل سنت) پھر غالیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرقہ سائبہ کی بابت لکھتے ہیں۔

سائیہ اصحاب عبد اللہ بن سبا اند۔ از نصیریاں۔ روزے عبد اللہ بآں حضرت (علیؑ) گفت انت انت یعنی انت اللہ ترجمہ سائیہ (یا سبائیہ) عبد اللہ بن سبا کے پیرو ہیں نصیریوں میں سے ایکدن عبد اللہ نے جناب علیؑ سے کہا۔ کہ آپ آپ ہی ہیں۔ یعنی آپ خدا ہیں۔ دیکھو تذکرہ الائمہ مجلسی مطبوعہ ایران صفحہ ۹۱

ایک اور موقعہ پر اسی کتاب (تذکرہ) میں لکھا ہے۔

و بعضے گفتہ اند کہ زنادقہ قومے اند کہ در اسلام بہم رسیدند۔ و از اصحاب عبد اللہ بن سبا اند۔ و ایں عبد اللہ مردم را بطلب خون عثمان برانگیخت وجہال ایشاں یعنی شیعیان را گمراہ ساخت و بخدائی علی قائل شدند صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ ایران۔

یعنی زندیقوں کے بارہ میں بعضوں نے کہا ہے۔ کہ وہ عبد اللہ بن سبا کے پیروان میں ہیں۔ اور یہ عبد اللہ وہ ہے۔ کہ لوگونکو حضرت عثمان رضہ کے قتل کر دینے پر ابھارتا تھا۔ اور ان کے جاہلوں کو یعنی شیعوں کو گمراہ کر ڈالا۔ کہ وہ علیؑ کی الوہیت کے قائل ہو گئے۔

مورخ روضۃ الصفا نے بھی عبد اللہ بن سبا کا حال لکھا ہے۔ جو ناسخ التواریخ سے ملتا جلتا ہے۔ البتہ ایک بات اس میں زیادہ لکھی ہے۔ وہ یہ کہ عبد اللہ بن سبا حبرے بود از

احبار یہود صنعا بسودائے آنکہ عثمان او را معزز دارد۔ بہ مدینہ آمدہ ایمان آورد و چوں جمال مطلوب او از حجاب نقاب منکشف نہ گشت۔ با مخالفان عثمان اختلاط آغاز کرد الخ اور آخر میں اس کے ہمراہیوں اور ہمنواؤں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "و در مصر و کوفہ کار اہل خلاف بالا گرفت"۔ دیکھو روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۴۶۹۔ ترجمہ حضرات مذکور کہ عبداللہ بن سبا علاقہ صنعا کے یہودی فاضلوں میں سے ایک فاضل تھا۔ اس خیال سے کہ حضرت عثمان اس پر نوازش فرمائیں۔ مدینہ میں آیا۔ اور ایمان لایا۔ جب اس کا مطلب پورا نہ ہوا تو عثمانؓ کے مخالفوں سے ملنا جلنا شروع کر دیا۔ اور مصر اور کوفہ میں مخالف گروہ نے خوب زور پکڑ لیا۔

فوائد

معروضہ بالا کو الف سے کئی باتیں معلوم ہو گئیں۔ اوّل یہ کہ عبداللہ بن سبا حضرت عثمانؓ کا غیر معمولی مخالف تھا۔ اور اس کی مخالفت کی بنا ذاتی اغراض پر مبنی تھی۔ اس نے اس مخالفت کو نہ صرف حضرت عثمانؓ اور اپنی ذات تک محدود رکھا۔ بلکہ دیگر صحابہ و شیخین کو بھی مطعون کیا۔ اور اہل مصر اور اہل کوفہ میں بھی مخالفت کی آگ کو مشتعل کیا۔ جس کا نتیجہ حضرت عثمان کی شہادت ہوئی۔ دوم جس قدر اسنے حضرت عثمان کی مخالفت میں تشدد کیا۔ اسی قدر جناب علیؓ کی محبت میں غلو کیا۔ اور سب سے پہلے ان کی الوہیت کا اعلان کیا۔ سوم۔ یہ کہ بقول ناسخ التواریخ عبداللہ بن سبا عقیدہ رجعت یعنی حضرت رسول اور ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دوبارہ دنیا میں لوٹ کر آنیکا بانی بھی تھا جس طرح کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی رجعت کے قائل ہیں۔ اور آیت ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الیٰ معاد سے استدلال کرتا تھا۔ چہارم۔ اسکا عقیدہ تھا۔ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر میں سے ہر پیغمبر کا کوئی وزیر یا خلیفہ ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت علی مطابق حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ آنحضرت صلعم کے خلیفہ ہوئے ہیں۔ پنجم یہ کہ بقول ملا باقر مجلسی بعض محققین کا خیال ہے۔ کہ زندیقوں کا گروہ جو ابتدائے اسلام میں پیدا ہوا۔ اسکا بانی بھی عبداللہ

بن سبا ہی ہے۔ ششم۔ یہ کہ عبداللہ بن سبا کا بیٹا عبید اللہ عقیدہ تفویض کا بانی ہوا یعنی یہ کہ خدا نے اپنے سب کام رسول صلعم اور حضرت علیؓ کے سپرد کر دیئے ہیں۔ اور آپ معطل ہو بیٹھا ہے۔

مشابہت عقائد مذکورہ با عقائد شیعہ

ابن سبا کے مخترعہ عقائد کو بہ نظر غور دیکھا جائے۔ تو تعجب ہوتا ہے۔ کہ وہ عام عقائد شیعہ سے کس طرح اور کیوں ملتے جلتے ہیں۔ اور عقائد بھی وہ جنکو شیعہ مذہب کا سنگ بنیادی کہا جا سکتا ہے۔ ناظرین کو بخوبی ذہن نشین کرنیکے لئے بہتر ہوگا۔ اگر نمبروار مقابلہ کرکے دکھلایا جاوے

(۱) ابن سبا اگر حضرت عثمان کا ذاتی مخالف اور حاسد تھا۔ اور اسی بنا پر اس نے صحابہ اور شیخینؓ کی خلافت پر بھی طعن کیا۔ تو شیعہ بھی خلفائے ثلاثہ رضؓ کی عیب جوئی اور سب و لعن کرنے میں ابن سبا سے دو قدم آگے نہیں تو پیچھے بھی نہیں۔ حضرت عثمانؓ کی مخالفت کا خاص طور پر بھی کتب شیعہ میں مذکور ہے۔ کہ ایک ندا کرنیوالا آسمان سے ہر صبح ندا کرتا ہے۔ کہ جناب علیؓ اور اسکے شیعہ حق پر ہیں۔ لیکن شام کیوقت منادی آواز دیتا ہے۔ کہ عثمانؓ اور اسکے شیعہ حق پر ہیں۔ دیکھو کافی اور اکمال الدین۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جناب علیؓ کے حریف حضرت عثمان ہی ہیں۔

(۲) غلو محبت مرتضوی۔ شیعہ کی روایات متعلق مسئلہ امامت و فضائل مبالغہ آمیز برخلاف قرآن و سنت اور شیعہ کا عملدرآمد اٹھتے بیٹھتے بجائے اللہ اکبر کے یا علیؓ کہنا۔ جناب علیؓ کو مشکلکشا اور حاجت روا جاننا۔ سب ایسی باتیں ہیں۔ جن سے نمایاں طور پر ان کا غلو اور غالی ہونا ثابت ہے۔ پھر دوسرے طور پر جب ہم کتب احادیث و کتب رجال مثل منتہی المقال وغیرہ میں شیعہ فرقوں اور انکے عقائد کی تفصیل دیکھتے ہیں۔ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ عقیدہ ہر زمانہ میں جاری و ساری رہا ہے۔ یہانتک کہ ملوک دیلم کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ سب حضرت علی کی صورت کو اپنی شمشیروں میں کھینچواتے تھے تاکہ فتح و ظفر نصیب ہو۔ "وقاطبۃ ملوک دیلم صورت آنحضرت را در شمشیر ہائے خود بواسطہ فتح و ظفر کشیدہ اند" تذکرۃ الائمہ صفحہ ۱۵

اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ عزرائیل جناب علیؑ کے حکم سے روح قبض کرتا ہے۔ اور جب تک وہ حاضر نہ ہوں۔ فرزند پیدا نہیں ہوتا۔ صد۸۵ کہانتک لکھا جائے مختصر یہ ہے۔ کہ سچ پوچھو۔ تو تشیع کی شان ہی غلو ہے ؎ بارہا گفتہ ام بخلوت دل ؛ علی اللہ غیرہٗ باطل۔ تذکرہ صد۹۳)

(۳) عقیدہ رجعت۔ شیعہ مذہب میں رجعت کا عقیدہ الیسا ضروری ہے۔ کہ امام صادقؒ نے فرمایا ہے۔ جو رجعت ہماری کا قائل نہ ہو۔ وہ ہم میں سے ہی نہیں ہے۔ لیس منا من لم یؤمن برجعتنا۔ اور "از حضرت صادق کہ از ما نیست کسے کہ ایمان بہ رجعت ما نہ داشتہ باشد ومتعہ را حلال نہ داند"۔ دیکھو رسالہ رجعت مجلسی اور حق الیقین مجلسی میں باب رجعت کو۔ گویا رجعت کیا ہے۔ مایوسوں کی امید اور ناامیدوں کی ڈھارس۔ رجعت کو نہ مانا جائے۔ تو تشیع قالب بیجان اور جسم بے روح و رواں کا مصداق رہ جاتا ہے۔ تمام اہلسنت خواہ جناب علیؓ کو خلیفہ بلا فصل مان لیں۔ تاہم جبتک کہ رجعت اور متعہ کو حلال نہ جانیں بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ امام صادق کی حدیث ہے لیس منا من لم یؤمن برجعتنا۔ اور رجعت کو کتاب حق الیقین وغیرہ میں آیت ان الذی فرض علیک القرآن سے استدلال کیا گیا ہے۔

(۴) خلفاء و اوصیاء کا منصوص ہونا۔ یہ عقیدہ بھی شیعوں کا اجماعی عقیدہ ہے مسئلہ خلافت میں مابہ النزاع یہی امر ہے۔ کہ شیعہ خلافت صدیق کی نصوص پوچھتے رہتے ہیں۔ شیخ الطایفہ ابو جعفر قمی نے تو کمال کر دیا۔ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلعم تک منصوص خلفاء کی ایک فہرست بھی دیدی۔ اور علامہ مجلسی نے اسکو حیوۃ القلوب میں تبرکاً نقل فرما دیا۔ جناب مرتضوی کی خلافت بلافصل کے لئے حدیث منزلت عام طور پر مشہور ہے۔ تفصیل اسکی تحصیل حاصل ہے

(۵) زندیقیت۔ اس بارے میں کوئی وجوہ مشابہت تلاش کر کے میں اپنے شیعہ احباب کے دلونکو آزردہ کرنیکی جسارت نہیں کرتا۔

(۶) عقیدہ تفویض۔ جس کا بانی عبیداللہ بن عبداللہ بن سبا ہوا۔ اسکا اثر بھی شیعوں میں

عام ہے۔ جب غلو محبت ان میں عام ہے۔ تو تفویض کے عام ہونے میں کون سی کسر رہ گئی ہے کیونکہ بہر حال تفویض سے غلو ہی کی تلافی کی گئی ہے مگر ع تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی! شیعوں نے اپنے سارے کام پنجتن پاک اور امام ضامن کو سونپے ہوتے ہیں۔

خاکسار کے خیال میں شاید یہی عقائد اور ہیچ قسم دیگر معتقدات عبد اللہ ابن سبا کی طرف منسوب ہیں جن کی وجہ سے ہمارے متکلمین نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ کہ درحقیقت عبد اللہ بن سبا ہی شیعہ مذہب کا بانی مبانی ہے۔ خدا جانے یہ فتویٰ کہاں تک درست ہے جس کی تائید واقعات سے بھی ہوگئی ہے۔ لیکن اس میں تو ہرگز شک نہیں۔ کہ عبد اللہ بن سبا اگر شیعہ مذہب کا بانی نہیں۔ تو صحابہ رسول صلعم پر طعن اور تبرا بازی کا بانی تو وہی یہودی الاصل غالی ہوا۔ ائمہ کرام کے اخلاق شیعہ سے ضائع ہو گئے۔ لیکن ابن سبا کے اخلاق کا اثر بدستور باقی رہ گیا۔ بلکہ شیعہ اگر ٹھنڈے دل سے خالی الذہن ہو کر غور کریں۔ تو ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہمارے اصول عقائد میں عبد اللہ بن سبا کے عقائد کا بہت کچھ حصہ ملا ہوا ہے ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا اسلام عام اہل اسلام سے نرالا نہ تھا ان کی مبارک تعلیم جو بہت کچھ خلط ملط ہو گئی ہے۔ اور ان کے پاک اقوال اب بھی سعید روحوں کے واسطے مشعل ہدایت ہیں جس تعلیم کو آئمہ کی تعلیم سمجھ کر وہ اہلسنت سے برسر پرخاش ہیں کاش کہ وہ ائمہ کی تعلیم ہوتی۔ بھائیو! یہ خلاف قرآن وسنت عقاید جو عقل سلیم بھی تسلیم کرنے سے گھبراتی ہے۔ سب عبد اللہ بن سبا کی جدت طرازی کے کرشمے ہیں۔ ورنہ اگر یہ بہیئت مجموعی کتب سابقہ کی سب احادیث ائمہ کی احادیث ہوتیں۔ تو ان میں وہ افسوسناک اختلاف نہ ہوتا۔ بہ تعداد کثیر فرقے نہ برآمد ہوتے جنکا مفصل ذکر میں نے منتہی المقال میں دیکھا۔ اور دوسری کتابوں میں بھی ہے۔ پس اگر غیرت اسلامی رکھتے ہو۔ تو عبد اللہ بن سبا کی تعلیم پر تبرا کہو۔ اور خالص ائمہ اہلبیت کرام کی تعلیم کو تلاش کرو۔ آیندہ اختیار ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار خادم حسین خادم سراج بلڈنگ کلکتہ

بدوں اتباع محمد رسول اللہ نجات نہیں

نمبر ۲

"یہ اس مضمون کا دوسرا نمبر ہے جس میں فاضل مضمون نگار حافظ روشن علی صاحب نے تہذیب الاخلاق کے دلائل پر ناقدانہ نظر کی ہے۔ امید ہے۔ ناظرین اسے غور سے مطالعہ فرما کر اس نتیجہ تک پہنچ جائینگے۔ جو اس مضمون فصاحت مشحون کا عنوان ہے"۔

اب ڈاکٹر صادق علی صاحب کے مضمون کا خلاصہ مطلب نقل کر کے جواب لکھنا شروع کرتے ہیں ان کے مضمون میں ساری باتیں غلط نہیں۔ بعض باتیں ہیں جن میں انکو غلطی لگی ہے۔ یا شاید مغالطہ میں ڈالنا چاہا ہے یغفر اللہ لنا وله وهدانا وایاه الی صراطٍ مستقیم۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه آمین یارب العالمین ط

قوله۔ "قرآن شریف کوئی نئی کتاب نہیں پہلے نبیوں کی تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ سوائے مخصوص بالزمان یا مقام احکام کے سب ہدایتیں اس میں ہیں۔ الخ"

اقول۔ یہ دعوی کہ یہ نئی کتاب نہیں ہے اس سے یہ غرض ہے۔ کہ یہ کتاب خواہ کسی اور زبان میں ہو . . . .

ہو۔ اور دوسرے زمانہ میں ایسی جامعیت کیساتھ موجود تھی یہ تو ہرگز نہیں بلکہ مختلف نبیوں کی تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے تو یہ نئی ہے کیونکہ جس قوم کے سامنے یہ پیش ہوگی۔ علاوہ اس قوم کے نبی کی ہدایت کے۔ وہ بھی اگر انکو یاد ہو۔ باقی سب نئی ہوگی۔ اور اگر وہ اپنے نبی کی ہدایت کو بھول چکے ہیں۔ تو بھی انکے لئے نئی ہے۔ کیا نئے کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ ایک دوسری چیز پہلی سے اپنے مادہ اور صورت جنسیت۔ اور نوعیت ہیئت اور اغراض غرض سب میں مخالف ہو یا نئی ہونیکے لئے ان مذکورہ امور سے کسی ایک میں خلاف ہونا کافی ہے۔ کیا وہ پانی جو بارش کے ذریعہ آتا ہے۔ وہ باوجود اسکے کہ وہ اس پانی سے جسکے بخارات سے وہ بنا ہے بجمیع الوجوہ متحد ہے۔ پھر نیا نہیں کہلاتا۔ دیکھو قرآن شریف اپنی نسبت کیا فرماتا ہے۔ سورہ انبیاء رکوع اول اقترب للناس حسابہم وھم فی غفلۃ معرضون۔ ما یاتیہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون۔ ترجمہ قریب آگیا لوگوں کے لئے ان کا حساب اور وہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔ جب کبھی انکے پروردگار کی طرف سے نیا ذکر آتا ہے۔ تو یہ اسکی طرف کھیلتے ہوئے کان رکھتے ہیں۔ ذکر قرآن شریف کا نام ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ سورہ حجر رکوع اول ہمنے ذکر کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ تو آیت مذکور کا یہ مطلب ہوا۔ کہ جب کبھی قرآن شریف کا کوئی حصہ جو کہ سارا ہی نیا ہے انکے پاس آتا ہے۔ تو اسکو لاپرواہی سے سنتے ہیں۔ پھر آپکا اسکا نیا نہ کہنا قرآن شریف کے بھی خلاف ہے۔ روزمرہ محاورہ کے بھی خلاف ہے۔ ثانیاً تمام تعلیمات کا اس کتاب مجید کو اپنے اندر جمع کرنا اور کسی امر ضروری کو باہر نہ چھوڑنا اس سے کیا غرض ہے۔ یا تو یہ ہے۔ کہ پہلی کتابیں بالکل مٹ چکی تھیں۔ یا اگر باقی تھیں۔ تو مخلوط تھیں۔ کہ قول اللہ و قول العبد میں امتیاز نہیں بخشتی تھیں یا قدامت کے سبب سے انکا سمجھنا یا اس ثبوت پر پہنچنا کہ یہ خدا کی کتاب ہے۔ مشکل ہو چکا تھا تب اس کتاب مجید کو نازل کیا۔ جو کہ مٹی ہوئی کتابوں کو باز لائے اور مخلوط میں امتیاز بخشے۔ اور بے ثبوت کو باثبوت بنائے۔ اور تمام مخلوقات کو ایک جھنڈے کے تلے لائے۔ یا کوئی اور غرض ہے

اور غرض تو منتفی ہے۔ پھر غرض اول ہی ثابت ہوئی۔ کیونکہ پہلی امتوں میں کچھ تھا۔ تو صرف اس کتاب کو یہی کہدینا کافی تھا۔ کہ سب امتوں کے پاس نبی آئے۔ اور انکے پاس کتابیں ہیں۔ وہ اس پر چلیں یہ کہنے کی کچھ حاجت نہیں کہ یہ کتاب مہیمن ہے اور فیہا کتب قیمہ کہ جسقدر قائم رہنے والی کتابیں ہیں۔ وہ سب اس میں ہیں۔ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے باغوں میں جس قدر پھل تھے۔ ان سب کے عرق کھینچ لئے ہیں۔ اور سب قابل درخت اکھاڑ کر اپنے باغ میں لگا لئے ہیں جبھی تو انکے یہاں کوئی روحانی آدمی پیدا ہوتا نہیں۔

قولہ۔ کسی مسلمان کو یہ خیال کرنا جائز نہیں۔ کہ کسی اور نبی کی اتباع نہیں کرنی چاہئے جبکہ اللہ تعالیٰ فبھداھم اقتدہ اور صراط الذین انعمت علیھم فرماتا ہے۔ اور دعا سکھلاتا ہے یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم

اقول۔ دعوی سے مقصود یہ ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع کی کوئی ضرورت نہیں۔ خواہ کوئی بدھ کے تابع ہو یا کرشن کے یا کنفیوشیس یا لیوٹ کے۔ تعجب پہلے یہ کہا کہ قرآن شریف سارے نبیوں کی تعلیمات کو جمع کئے ہوئے ہے پھر قدر اس کتاب کی یہ کہ اسکو چھوڑ کر خواہ کسی کے پیچھے لگ جاؤ جو کہ اسکے پایہ کی نہیں۔ اب جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع چھوڑ کر کسی اور نبی کی اتباع . . . . کریگا وہ دو حال سے خالی نہیں ہوگا۔ یا تو وہ رسول کریم کو مانتا ہوگا۔ یا ان سے منکر ہوگا۔ حالت اولیٰ میں کہ باوجود نبی کریم کے ماننے کے اور کتاب مہیمن پر ایمان رکھنے کے وہ دوسری نبی کی چال اختیار کریگا۔ اول تو اسکا وجود نہیں۔ اور یہ عنقا کی طرح ہے۔ اگر اسکا وجود بفرض محال ہو تو یا وہ مجنون ہے یا کم سے کم احمق ہے۔ گو مجنون اور احمق نوعیت میں ایک ہیں کیوں اسلئے کہ جب وہ جانتا ہے۔ کہ میری کتاب اس کتاب کے ہم پلہ نہیں۔ اور میرا نبی اس نبی کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور اس کتاب کے مہیمن اور فیہا کتب قیمہ ہونیکے باعث میری کتاب بھی اسی میں ہے۔ اور میرا نبی اس نبی کی تصدیق کا محتاج ہے پھر وہ کیونکر اپنی کتاب کا اتباع کریگا۔ کیا وہ خزانہ کے مقابلہ میں پیسے کو ترجیح دیگا۔ اور ایک سمندر کے مقابلہ میں ایک کوزہ آب

کو پسند کریگا۔ بحالت ثانیہ اگر وہ منکر ہے۔ تو اسکی نجات قطعاً ہو نہیں سکتی۔ نہ اسکو ڈاکٹر صادق علی صاحب مانتے ہیں۔ کیونکہ آخرت میں اسکے لیے جہنم طیار ہے اور دنیا میں وہ بدترین مخلوقات ہے۔ اُسکے شقاوت کے برابر کسی کی شقاوت نہیں پہنچتی۔ کما قال تعالیٰ ومن لم یؤمن باللہ و رسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا۔ جو اللہ اور محمد رسول اللہ صلعم کو نہیں مانتا ایسے منکر کے لئے تو جہنم ہمنے تیار کیا ہے انّ الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خالدین فیھا اولٰئک ھم شر البریۃ۔ بیشک جنھوں نے انکار کیا۔ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک آتش جہنم میں ہمیشہ رہینگے۔ یہ بدترین مخلوقات ہیں۔

جواب دلائل - خلاصہ دلائل پہلے نبیوں کی اتباع کا حکم ہے۔ اور انکے رستے کا طلب کرنا دعا فاتحہ ہے۔ اور خدا بھی یہی چاہتا ہے کہ پہلوں کے طریق تمہیں سکھلائے۔

فبھداھم اقتدہ میں محمد رسول اللہ صلعم ماموہیں جیسا کہ واحد مذکر حاضر کے صیغہ اور قل لا اسئلکم علیہ اجرا سے ظاہر ہے۔ اگر اتباع سے مراد انہیں امور میں اتباع ہے جنکو قرآن شریف اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ تو وہ مسلم ہے۔ جیسا کہ آپ بھی اوپر لکھ آئے ہیں۔ کہ قرآن شریف انبیائے سابقین کی تمام ہدایات کا جامع ہے۔ سوائے مختص الزمان ومقام کے کوئی امر اس سے باہر نہیں۔ تو اب یا تو انہیں امور کی اتباع مطلوب ہے جن پر قرآن شریف محیط ہے۔ یا وہ جو مختص بالزمان ومقام تھے شق اول ہے تو قرآن شریف کی اتباع میں انکی اتباع ہے۔ اور شق ثانی سے گویا آپ کا یہ مقصود ہے۔ کہ جو انکے لئے زمانہ یا مقام کے لحاظ سے احکام مخصوصہ تھے۔ ان کی اتباع کیجائے جبکا ضروری نہ ہونا آپ اوپر تسلیم کر آئے ہیں خود قرآن شریف میں بھی اسکی حکایت کی گئی ہو۔ اسی طرح دعا فاتحہ میں وہی رستہ مطلوب ہے جس کو قرآن شریف میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اور آیت یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم۔ اس آیت کا یہ مدعا ہے جسکو آپنے تیسری دلیل بنایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمہیں ہدایت کرے اور پہلوں کے طریق تمہیں کھول سنائے۔ اب وہ پہلوں

کے طریق اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں بیان فرمائے ہیں۔ یا تو وہ مراد ہیں یا کوئی اور۔ اور تو مراد ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ جو ضروری ہدایات باستثنائے خصوصیت زمان و مقام تھیں۔ وہ سب کچھ اس میں آگئیں۔ پھر غیر کی احتیاج کیا۔ علاوہ کتاب جس میں تمام کتب قیمہ جنکو خدا تعالیٰ کا رکھنا منظور ہے۔ آگئیں فماذا بعد الحق الا الضلال فانی تصرفون۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ آیتوں میں اگر قرآن شریف کی اتباع کے بغیر اور ان احکام کے بغیر جنکو قرآن شریف نے بیان کیا ہے۔ اگر کسی اور چیز کی اتباع مراد ہے۔ تو آپ شارع علیہ السلام کی نسبت یہ ثابت کر دیں۔ کہ جب یہ آیات آپ پر نازل ہوئی تھیں۔ تو آپ فی الفور بھاگتے ہوئے یہود کے احبار کے پاس گئے۔ کہ آپ مہربانی کر کے مجھے توراۃ دکھلائیں۔ تاکہ میں اسکی اتباع کروں۔ یا نصاریٰ کے پادریوں اور راہبوں کے پاس گئے ہونگے کہ مہربانی کر کے انجیل مجھے سکھلایئے۔ تاکہ اسکی اتباع سے ہم محروم نہ رہ جاویں۔ یا پارسیوں کے مغوں اور انکے مذہبی علماء کے پاس ہزاروں تحائف لیکر پہنچے ہوں۔ کہ ہمیں ژند و شتا و دساتیر کا وعظ فرمایئے کہیں اس ہدایت سے ہم یونہی نہ رہ جاویں۔ یا انڈیا میں کرشن جی کی تعلیم اور ویدوں کی آگیا حاصل کرنیکے لئے آپ نے ایک صحابہ کی جماعت روانہ کی ہو۔ کہ وہ اس تعلیم واجب التعمیل کو وہاں سے لائیں۔ تا فبھدٰھم اقتدہ کی شاید تعمیل ہو جاوے۔ کیونکہ بدھ اور کنفیوشش اور لبوٹ ابھی باقی ہیں۔ اور اس امر کا ثبوت ہم نہیں کہتے۔ کہ قرآن شریف سے دیں۔ بلکہ کسی تواریخ کی کتاب سے خواہ وہ اضعف ترین ہی ہو۔ یا کسی کافر کا ہی قول لکھا ہوا ہو۔ خواہ ابوجہل کا ہی کیوں نہ ہو۔ آپ پیش کریں۔ کہ فبھدٰھم اقتدہ کی تعمیل میں آپ نے اس قسم کی مشقت اٹھائی تھی۔ کیونکہ یہ سورہ انعام کی آیت ہے۔ اور سورہ انعام مکیہ ہے۔ یہاں تو آپکو بہت ہی مشکل پیش آئی ہوگی۔ کیونکہ مکہ میں دیگر مذاہب والے سکونت پذیر نہیں تھے۔ شاید حبش میں بھی صحابہ اسی مطلب کے لئے بھیجے ہوں۔ کہ نجاشی کی منت خوشامد سے انجیل کا علم حاصل کر کے آویں۔ اگر آپ اسکو ثابت نہ کر سکیں۔ اور آپ ہرگز نہ کر سکیں گے۔ تو فبھدٰھم اقتدہ کے معنی

وہی کریں جو آجتک مسلمان کرتے آئے اور جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول شاہد ہے

قولہ"۔ جو لوگ قرآن شریف سے پہلے شریعتیں رکھتے تھے۔ ان سے یہ مطالبہ نہیں ہوتا تھا۔ کہ وہ اپنی شریعتوں کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوں۔ بلکہ اتنا ہی کہ وہ یہ خیال کریں۔ کہ محمد رسولؐ بھی ایک اللہ کے رسول ہیں۔ اور قرآن شریف بھی ایک اللہ کی کتاب ہے۔ اور نجاشی بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھا۔ البتہ مشرکین یا جنکا کوئی دین نہ تھا ان سے سوائے پورا پورا اسلام میں داخل ہونیکے کوئی مصالحت قبول نہیں کیجاتی تھی۔ ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ وانّ من اھل الکتٰب لمن یؤمن باللّٰہ بما انزل الیکم وما انزل الیھم ولتجدن اقربھم مودّۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصارٰی۔ ان آیات میں اہل کتاب سے مراد وہی اہل کتاب ہیں جو اپنے اپنے مذہب میں تھے انتہیٰ ملخصاً"

اقول۔ اہل کتاب سے مراد ان دونوں آیتوں میں وہی ہیں۔ جو بالکل اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ وہ ہرگز نہیں جو کہ محض اتنا سمجھ لیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم اللہ کے رسول ہیں۔ اور قرآن شریف اللہ کی کتاب ہے۔ اگر وہ رسول اللہ صلعم کی اتباع نہ کرتے۔ تو وہ اہل کتاب نہیں رہ سکتے تھے۔ کیونکہ انکی کتابوں یعنی تورات و انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارہ میں پیشگوئی تھی۔ اور آپ پر ایمان لانا ان پر واجب تھا آپ اوپر لکھ آئے ہیں۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کی ایک نص کا منکر ہو۔ وہ کافر ہے۔ بس یہ لوگ اگر محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان نہ لائیں تو یہ خود کافر ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ صرف تصدیق کر لینا کہ یہ رسول ہیں۔ اور یہ کتاب کتاب اللہ ہے۔ اور اسکی اتباع نہ کرنا یہ نجات کے لئے کافی ہو یہ بالکل غلط ہے۔ اوّل تو اسلئے کہ آپ اسلام کے معنی مطلق فرمانبرداری کرتے ہیں اور سبکو آپ مسلمان کہتے ہیں تو آپ یہ دکھلائیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے یا صحابہؓ نے کسی کو رسول اللہ صلعم کی بعثت کے بعد مسلمان کہا ہو۔ بدوں اسکے کہ وہ پانچ بناء اسلام پر کاربند ہو۔ دوم یہ کہ صرف مان لینا اور اسکے مطابق عمل نہ کرنا یہ بالکل فرمانبرداری نہیں۔ اسکی مثال تو یہ ہو جاوے گی کہ

گر جاں طلبی مضائقہ نیست ✤ زر می طلبی سخن دریں است

کہ دل تو ایمان کیواسطے سے پورا پورا دے دیتے ہیں لیکن جسم کو ان کاموں میں لگانیسے اجتناب کرتے ہیں۔ اور اس قسم کا ایمان تو دنیا میں بھی کسی نے کبھی نہیں مانا۔ اچھا اجب اہل کتاب کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ یہ کتاب ہماری سب ضروری ہدایتوں کو اندر لئے ہوئے ہے۔ اور ہمارے رسول کی تمام طرزوں کو یہ رسول اپنے میں جمع کئے ہوئے ہے۔ تو پھر وہ اسکی اتباع نہ کریں۔ پھر اس ادعائے ایمان میں یا تو وہ مجنون ہیں یا منافق ہیں۔ دونوں صورتوں میں یہ ایمان انکا موجب نجات نہیں۔ ثالثاً اگر ان شریعتوں پر چلنا کوئی برکت والا ہے۔ تو پھر کیوں تیرہ سو برس سے ان میں خدا تعالیٰ سے خاص فیضان پانیوالا پیدا نہیں ہوتا۔ رابعاً ۔ چونکہ کسی ایسے اہل کتاب کا ہونا جو کہ بدوں فرمانبرداری ہمارے رسول اور کتاب پر ایمان لاتا ہے۔ ناممکن تھا۔ اسی لیئے تو اسکا وجود عنقا ہے۔ اگر دنیا بھر میں کوئی ایسے عقیدہ والا ہے۔ تو اسکا پتہ دو۔ تاہم اس سے پوچھیں۔ کہ آپ کے حواس کو کیا ہوگیا۔ کہ باوجود ریل گاڑی کے دیکھ لینے اور سوار ہو لینے کے پھر آپ بڑے بڑے کٹھن اور لمبے راہوں میں پیادے یا گدھوں یا گڈوں پر جا رہے ہیں۔ باوجود ڈاک اور تار کے پھر آپ جانوروں اور آدمیوں کے ہاتھ پیغام پہنچاتے ہیں۔

باقی رہا آپکا یہ کہنا کہ مشرک کو ہی اسلام میں داخل ہونا ضروری ہے۔ اہل کتاب کو نہیں۔ اول تو یہ کہ آپ نے یہ تقسیم کہاں سے نکالی۔ اور یہ آپکو کیونکر معلوم ہوا۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی بھی قوم ہے جس کا کوئی دین نہیں۔ دین ہر ایک کے گھر میں ہے۔ خواہ وہ کتاب کے رنگ میں ہے یا نہیں۔ خدا تعالیٰ نے کسی امت کو بغیر دین کے نہیں چھوڑا۔ خدا تعالےٰ نے ہر ایک قوم میں الگ الگ رسول بھیجے پھر محمد رسول اللہ صلعم کو بھیجا۔ تا کہ ان سب کو جمع کرے۔ وہ جو الگ الگ چراغ جلائے ہوئے تھے۔ ان سب پر آفتاب کی طرح طلوع کرے۔ جو کہ ان آیتوں سے ظاہر ہے۔

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔ ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت سورہ نحل رکوع ۴ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ سورہ فاطر رکوع ۳۔ ترجمہ

ضرور ضرور ہمنے ایک ایک امت کر کے تمام میں رسول بھیجے ہیں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور شیطان سے پرہیز کرو۔ اور کوئی ایک بھی امت نہیں جس میں کوئی ڈرانیوالا پیدا ہو کر نہ فوت ہؤا ہو۔ اب ان آیتوں کو پڑھکر مسلمان قرآن پر ایمان رکھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں امت میں کوئی رسول نہیں آیا اور فلاں امت دین سے خالی رہی ہے جب آپکے نزدیک قرآن کے ایک نص سے انکار کرنیوالا کافر ہو جاتا ہے۔ تو دو نصوں سے انکار کرنیوالے کا کیا ٹھکانا ہے۔ اگر یہ کہو۔ کہ انھوں نے ان دینوں کو چھوڑ دیا تھا۔ اور عملی اور اعتقادی دونوں رنگوں میں ان دینوں سے وہ خلاف ہو چکے تھے۔ تو یہی حال ان اہل کتاب کا بھی تھا۔ جن کو آپ بار بار پیش کرتے ہیں۔ پس جب ان لوگونکو جو مشرک ہو گئے ہیں۔ بوجہ اپنے دین کو چھوڑ دینے کے اسلام میں داخل ہونا واجب ہؤا تو اسی طرح ان اہل کتاب کو بھی پھر وہ کتاب تو بتلاؤ۔ جو کہ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح کہ وہ پیغمبر لائے تھے۔ سب سے نئے اسلام سے پہلے نصاری ہیں۔ ان کے گھر میں کیا خاک اوڑی ہوئی ہے۔ کیا مسیح کی انجیل ان کے گھر میں کوئی ہے۔ یا وہ مانتے ہیں۔ اور کتابوں یا کتاب والوں کے متعلق تو کیا کہنا ہے۔ باقی یہ آپ کا کہنا کہ مشرکین سے سوائے اسلام میں داخل ہونیکے کوئی مصالحت نہیں ہوتی تھی۔ اور اہل کتاب سے ہوتی تھی۔ اسکا کوئی ثبوت نقلی دیا ہوتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو ساری دنیا کو مصالحت کا اعلان کر دیا تھا۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔

ترجمہ۔ تمام کافروں سے تمام اپنے منکروں سے خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک یہ کہدے کہ میں وہ طریق عبادت نہیں اختیار کرتا۔ جو تم کرتے ہو۔ اور تمہارے لچھن بھی کچھ نہ اختیار کرنیوالے ہی نظر آتے ہیں۔ اور ہم سے بھی امید نہ رکھو۔ کہ تمہاری طرز پر چلیں گے جیسا کہ تم ہماری طرز پر نہیں چلتے۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے۔ اور ہمارے لئے ہمارا دین

یہاں پر تمام کافروں کو صاحب دین بتلایا ہے۔ کوئی کافر ایسا نہیں بتلایا جسکا کوئی دین نہ ہو۔

ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ عرب کے مشرک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر تھے کیونکہ اکثر ان میں سے اولاد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام انکو تعلیم شریعت کر چکے ہیں جو اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا۔ سورہ مریم رکوع ۴) ترجمہ اسماعیل کا بھی اس کتاب میں تذکرہ ہو۔ وہ وعدہ کا سچا اور خدا کا رسول اور نبی تھا۔ وہ اپنے لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم سناتا تھا۔ اور اپنے رب کے حضور پسندیدہ تھا۔ اسماعیلؑ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بھی فرمایا۔ اور نبی بھی فرمایا۔ یہ کہنا کیونکر صحیح ہے۔ کہ عرب کے مشرک کوئی دین نہیں رکھتے تھے۔ ہاں درازی زمانہ کے سبب سے انھوں نے بھی اپنے دین میں کئی کئی بدعات نکال لی تھیں۔ اور رسول اللہ صلعم کے وجود سے پہلے انکو بگڑے ہوئے چند ہی صدیاں ہوئی تھیں۔ اور یہ حالت انکی کوئی اچنبھی نہ تھی۔ یہی حالت اہل کتاب کی بھی تھی۔ جب انپر بھی بہت زمانہ گذر گیا۔ تو انکے دل بھی سخت ہوئے۔ اور کتاب ان کی کچھ اصلاح نہ کر سکی اور نئے نئے بدعات انھوں نے نکال لئے۔ چنانچہ اسی کی تائید میں ہم شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت تفسیر فوز الکبیر سے نقل کرتے ہیں۔

اما مشرکین خود را حنفا می گفتند۔ و دعوی تدین بملت ابراہیمی میکردند۔ وحنیف کسے را میگویند۔ کہ بملت ابراہیمی متدین باشد۔ وشعار آن ملت را لازم گیرد × × × × و در اصل ملت وضو و نماز وصوم از طلوع فجر تا غروب آفتاب وصدقہ بر یتامیٰ ومساکین و اعانت بر نوائب حق وصلہ ارحام مشروع بود۔ وتمدح بفعل این اشیا درمیان ایشاں جاری بود۔ اما جمہور مشرکین آنرا ترک نمودہ بودند ×× وتحریم قتل وسرقہ و زنا و ربا وغصب نیز در اصل

ملت ثابت بود انکار بر فعل آنہا فی الجملہ جاری اما جمہور مشرکین مرتکب آں بودند × × و عقیدہ اثبات خدا تعالیٰ و آنکہ خدا خالق آسمان و زمین است۔ و مدبر حوادث عظام است و قادر بر ارسال رسل و مجازی عباد بر اعمال ایشان و مقدر حوادث عظام است و قادر قبل از وقوع آں۔

ما جمہور مشرکین دریں عقاید شبہات بسیار ناشی از استبعاد آں امور و عدم الفت و ادراک آں بہم رسانیدہ بودند۔ و گمراہی ایشاں شرک بود و تشبیہ و تحریف و انکار معاد و استبعاد رسالت آنحضرت صلعم و فاش بودن اعمال قبیحہ و مظالم درمیان یکدگر و ابتداع رسوم فاسدہ و مقدرس ساختن عبادات انتہیٰ کلامہٗ

ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب کا دین کتاب کی صورت میں ان کے پاس نہ تھا۔ انکے حافظے تمام امور ہائے قدیمہ کو یاد رکھتے تھے۔ ان کے ہاں تحریر کی کوئی بڑی عزت یا رواج نہیں ہوتا تھا انکے قصاید فصیحہ اور کتب بلیغہ حافظ کے صندوقوں میں محفوظ چلے آتے تھے۔ اسی طریق کے موافق رسول اللہ صلعم نے قرآن شریف کو کتاب کی صورت میں لکھکر شایع نہیں فرمایا۔ آپ کے عہد مبارک میں قراء و حفاظ ہی تبلیغ کے لیئے جاتے رہے جو خطاب اہل کتاب کو قرآن شریف میں توحید کی طرف بلانیکا گیا ہے۔ وہ اس امر پر شاہد ہے۔ کہ وہ توحید پر قائم نہیں رہے تھے۔ ورنہ تحصیل حاصل سے کیا حاصل۔ پس جب وہ توحید ہی کو قائم نہیں رکھ سکتے تھے۔ تو باقی امور کو قائم رکھنے کی ان سے کیا توقع ہو سکتی لکل امۃ جعلنا منسکًا ھم ناسکوہ فلا ینازعنک۔ اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ پہلی شریعتیں بھی محفوظ رہیں۔ اور ان پر بھی چلا جائے باوجود یہ عقیدہ رکھنے کے اور یہ تسلیم کر لینے کے کہ جو ضروری ہدایات تھے۔ سوائے خصوصیت زمان و مکان قرآن شریف نے اپنے اندر جمع کر لیئے ہیں۔ جائے تعجب ہے۔ اس آیت کا منشاء تو مخالفین کو الزام دینا ہے۔ کہ تمہیں اس رسول سے جھگڑا کرنیکا کوئی حق نہیں اور تم رسول کے

بنا نہیں اس سے تنازع نہیں کر سکتے۔ انکو رسول سے نزاع کرنے سے روکا ہے ؛ رسول کو ونہ یوں ہونا چاہیئے تھا۔ فلا ینازعنك فی الامر ؛ وہ تجھ سے جھگڑا کریں۔ اور نہ تو ان سے جھگڑا کرے۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے اُن خطوط میں جو آپنے اہل کتاب وغیرہم کی طرف لکھے۔ سب میں یہ لکھا ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم یعطك الله اجرك مرتین وان تولیت فان علیك اثم الاریسیین۔ کہ میں اسلام کی تجھے دعوت کرتا ہوں اسلام میں داخل ہوجا۔ تا سلامت رہے۔ اور اللہ سے بڑھ بڑھکر اجر پائے۔ اگر منہ پھیروگے۔ تو تمام رعایا کا بھی گناہ اپنے اوپر لوگے۔ کیا یہ خط دنیا سے مٹ گئے ہیں۔ ان کے فوٹو دنیا میں شایع نہیں ہوئے۔ یہ کس طرح کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اہل کتاب کو اسلام کی طرف نہیں بلایا گیا۔

قولہ لیکن کوئی دوسرے مذہب والا راستی پر چلتا ہو اور اللہ پر اور نبیوں پر اور کتابوں پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ اور نیک عمل کرتا ہو۔ تو ہم کو قرآن کے رو سے یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ اُس کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھیں۔ اور کہیں۔ کہ جب تک تو پورا اسلام نہیں لائیگا۔ اور اپنا دین نہیں چھوڑیگا تب تک نجات نہیں پائیگا۔

اقول۔ رحمت سے محروم تو کوئی بھی اللہ کی مخلوق سے نہیں۔ رحمتی وسعت کل شیئ۔ باقی سارے نبیوں کو ماننے والا اور راستی پر چلنے والا سوائے اسلام میں پورا پورا داخل ہونیکے ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ دوسرے مذاہب راستی اور ناراستی سے مخلوط ہیں۔ کیونکہ راستی اور ناراستی پرکھنے کا معیار قرآن شریف ہے۔ اسکے بغیر کوئی کل نہیں جس سے دودھ کو پانی وخون و گوبر سے الگ کیا جائے۔ پھر قرآن سے کوئی چارہ نہیں۔ تو کیونکر کوئی شخص سوائے مسلمان نجات پا سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل پر تو ہم قفل لگاتے نہیں اسکا فضل تو بہت وسیع ہے۔ وہ جسکو چاہے بخشدے۔ خواہ وہ کوئی مذہب بھی رکھتا ہو۔ مگر قرآن شریف کے رو سے تو قیامت پر ایمان رکھنے والا قرآن پر چلنے کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

(۱) وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

(۲) يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ
اَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ۔ وَاٰمِنُوْا
بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا
بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ط پ ع ۴ ترجمہ ۔ یہ بارکت کتاب ہمنے
نازل کی ہے ۔ سچا کرنیوالی جو اسکے آگے ہے ۔ تا تو ڈرائے ام القریٰ اور اسکے گرداگرد کو جو آخرۃ
کو مانتے ہیں ۔ وہ اسے بھی مانینگے ۔ اور نمازوں کے محافظین بنینگے ۔ جنکو ہمنے کتاب دی ہے
جو اس کے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں ۔ وہ اسکو ضرور مانینگے ۔ کیونکہ جو اسکا انکار کرتے ہیں
وہ ٹوٹے میں رہینگے ۔ (۲) اے بنی اسرائیل میری احسان کو یاد کرو جو مینے تمپر کیا ۔ اور میرے
عہدوں کا ایفاء کرو ۔ کہ میں تمہارے عہدوں کا ایفاء کروں ۔ اور محض مجھ سے ہی ڈرو ۔ اور جو
مینے نازل کیا ہے ۔ اسکو مان لو ۔ جو تمہارے پاس ہے ۔ اس کی یہ تصدیق کرتا ہے ۔ اور پہلے کافر
تم ہی نہ بنو ۔ اور میری آیتوں کے بدلہ میں تھوڑا مول نہ لو ۔ صرف میرا ہی ڈر رکھو ۔

قولہ ۔ رسول عربی تمام انسانوں کے لئے مرسل ہیں ۔ سب کو ان کی پیروی کرنی چاہیئے
جن کے پاس کوئی کتاب ہدایت کی منجانب اللہ موجود نہیں ہے ۔ ان کو لازم ہے ۔ کہ قرآن
کو اپنی ہدایت مانیں ۔ اور مناسک اور شریعت اور ایمان و اخلاق جو کچھ اس میں موجود ہے
سب پر ایمان لائیں اور عمل کریں ۔ اور جو لوگ پہلے سے کتاب رکھتے ہیں ۔ انکو بھی اپنی
کتاب کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا قرآن سے اور رسول عربی سے سیکھنا چاہیئے ۔ کیونکہ وجوہ

مختلفہ کے باعث پہلے تمام ادیان میں غلو اور افراط اور تفریط و بدعات وغیرہ واقع ہو گئے تھے۔ اور ایسی باتوں کو لوگ اپنا دین جاننے لگے تھے۔ اور جبتک وہ لوگ نبی امی اور قرآن پر ایمان نہ لاتے۔ تو ان کی اصلاح سے کسی طرح مفید نہیں ہو سکتے۔ اس طرح رسول عربی سارے جہان کے مقتدا ہیں۔

اقول۔ اس حصہ کی تردید تو ہم مضمون کے حصہ اول میں کر آئے ہیں۔ اسجگہ پر حرف اتنے کی تردید مقصود ہے۔ جو ڈاکٹر صادق علی صاحب نے اس آیت کی توجیہ بیان کی ہے قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ رسول اللہ صلعم سارے جہان کی طرف رسول تو ہیں۔ وہ اس طرح پر کہ جن کے پاس دین نہیں۔ انکو دین سکھلائیں۔ اور جو پہلے سے دیندار ہیں۔ انکو انہیں کے دین پر چلائیں۔ ہاں ان کی غلطیاں جو انھوں نے اپنی کتاب میں ملا رکھی ہیں۔ انکو نکالدیں۔ اور ان کی کتاب کا مطلب انکو سمجھائیں۔ اور ہر ایک اہل مذہب کو لازم ہے۔ کہ اپنی اپنی کتاب ان سے پڑہیں۔ اور سیکھیں تا اس طرح پر رسول اللہ صلعم سب کے مقتدا ٹھہریں مجھے یہ ڈاکٹر صاحب کی توجیہ کسی طرح پر سمجھ نہیں آسکتی۔ کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم اپنے فرض سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام اہل کتاب کی کتابیں آپکے سامنے پیش نہ ہوں۔ اور ہر ایک کے کچھ اوراق آپ نکلوائیں اور کچھ داخل کرائیں۔ اور انپر ظاہر کریں کہ یہ باتیں تمنے اپنی کتاب میں بڑھالی تھیں۔ اور یہ گھٹا دی تھیں۔ اور ہر ایک قوم کو اس کی زبان میں سمجھایا جائے۔ پارسیوں کو پارسیوں کی زبان میں اور ہندؤں کو ہندؤں کی زبان میں علیٰ ہذالقیاس ہر ایک مذہب والیکو اس کی زبان میں اور چاہیئے تھا۔ کہ رسول اللہ صلعم بعثت کے ساتھ ہی ایک عظیم الشان کالج طیار کرتے۔ اور زمین کے مشرق اور مغرب میں ہر اہل مذہب کی طرف اپنے ایلچی دوڑاتے جو کہ تمام زمین میں ان آواز و نکو گونجا دیتے۔ اے بدھ کے پیرو بدھ کی کتاب لاؤ۔ تا مکہ اور مدینہ میں تعلیم پاؤ۔ اے آریہ ورت ویدوں کو لیکر دوڑو۔ اسکے معانی مکہ اور مدینہ میں تمہیں سمجھائے جائینگے

اے کرشن کے سنتو! اور پنڈتو! اے آریہ ورت کے بھرداتو! اور پارسیوں کے مغو! اے نصاری پادریو اور راہبو! اے کنفیوشن اور لیوٹ کے تابعدارو! الغرض تمام جہات زمین میں اس آواز کو پھیلاتے کہ اٹھو اور سب کے سب بستر ے اور کتابوں کے بستے باندھ'

پھر تمام روئے زمین کے علماء جوق درجوق مکہ یا مدینہ میں آتے۔ اور شور پڑجاتا۔ ایک کہتا کہ حضور مجھے وید کی شرتیاں سمجھایئے۔ دوسرا گیتا لیکر آگے ہوتا۔ ایک چینی زبان میں چھپا تاہے تو دوسرا عبرانی میں ٹرانا ہے۔ اس کالج میں جماعت بندی تو ممکن نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ایک کرنے کے لئے تو آئے نہیں۔ بلکہ جیسے ان کی صفیں پہلے پراگندہ تھیں۔ اسی پراگندگی کی حالت میں انکو قائم کرنیکے لئے آئے تھے یہ طوفان بے تمیزی جو مکہ یا مدینہ کے کالج میں بپا ہوتا۔ پھر سب کو پڑھا دینا یہ بھی رسول اللہ صلعم کا معجزہ بے بہا اور بے انتہا ہوتا۔ افسوس کہ اس فرض کو جو ڈاکٹر صاحب رسول اللہ صلعم کا بیان فرماتے ہیں۔ ایک دن کو بھی ادا نہ کیا۔ نہ آپ نے کیا۔ اور نہ آپ کے صحابہؓ نے ہسپانیہ سے لیکر چین تک حکومت کی۔ مگر ایسا کالج تیار نہ کیا۔ اور نہ ایسا کبھی انکو وہم آیا۔ الغرض تیرہ سو برس میں کسی مسلمان کی عقل یہانتک نہیں پہنچی۔ کہ یہ رسول اللہ صلعم کا فرض تھا۔ وہ بے ادا کئے ہوئے چلے گئے تو ہم اس کو پورا کریں۔ اور اس کی قضا کریں طریق سچا اور پکا یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے لئے جو فرائض مقرر کئے ہیں۔ سب کو پورا کردیا ہے۔ وہ خدا کا بندہ کسی کام کو ادھورا چھوڑکر نہیں گیا۔ وہ دنیا سے ایسا کامیاب ہوکر گیا۔ کہ کسی کے وہم میں بھی ایسی کامیابی نہ آئی ہوگی بیشک آپکا فرض تھا۔ کہ تمام مذاہب کی اصلاح کرتے۔ آپ نے اصلاح اس طرح پر کی کہ خدا تعالےٰ نے آپکو ایسی پاک کتاب عطا فرمائی۔ کہ فیہا کتب قیمۃ۔ کہ اس میں تمام سچی کتابیں آگئیں اور کہدیا واوحی الیّ ھٰذا القرآن لانذرکم بہٖ ومن بلغ مجھے یہ قرآن وحی ہوا ہے۔ کہ اس کے ساتھ میں تمہیں ڈراؤں۔ اور تمام ان لوگوں کو جہاں یہ پہنچے۔

الغرض تمام قوموں کو کہدیا۔ کہ یہ قرآن ہے۔ جس میں تمہاری کتابیں ہیں تمہارے

باس جو کتابیں تھیں۔ وہ تمہاری دسترس سے محفوظ نہ رہیں۔ اگر گھڑے دودھ میں قطرہ پیشاب کا پڑجاوے۔ تو اسکو کون پیئیگا۔ سب کی سب کتابیں چھوڑو۔ اور اس ایک کے اوپر پنجہ مارو۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ کہ سب کے سب اللہ کے دین پر چنگل مارو۔ اور جدا جدا نہ ہو۔ اللہ کا احسان یاد کرو۔ کہ تم آپس میں دشمن تھے۔ تمہارے دلوں میں اس نے محبت ڈالی۔ اور اسکے فضل سے تم بھائی بن گئے۔ وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ تمام تم جہنم کے کنارے پر تھے۔ اللہ نے تمہیں اس سے نجات دی۔ بالآخر ہم ڈاکٹر صاحب کو اتنی بات کہکر مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ کوئی ایسا مذہب والا دنیا میں ہے۔ جو مسلمان تو نہ ہو۔ لیکن تمام رسولوں اور کتابوں اور آخرت کو مانتا ہو پھر اسنے اپنی کتاب کو رسول کریم صلعم سے یا قرآن کریم سے درست کروایا ہو۔ اور اسکے معانی کو سمجھا ہو۔ پھر وہ راستی پر چلا ہو؟

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدؐ

ورد مرا ہے رات دن صلِّ علیٰ محمدؐ — صلِّ علیٰ محمدؐ ۔ صلِّ علیٰ محمدؐ
لاکھ مصیبتیں پڑیں سینکڑوں مشکلیں بڑھیں — دل ہے اس سے مطمئن صلِّ علیٰ محمدؐ
کیوں نہ کہیں یہ مخلصین کیوں نہ پڑھیں یہ مومنین — تو ہے امین و مؤتمن ۔ صلِّ علیٰ محمدؐ
ہند و عرب میں شوق سے پڑھتے ہیں اٹھتے بیٹھتے — تیرے جواں تیرے مُسن صلِّ علیٰ محمدؐ
شان بڑھے نبیؐ کی کیا کہتے ہیں جبکہ لکھو کھا — وحش و طیور و انس و جن۔ صلِّ علیٰ محمدؐ
جو ہے ہمارا شہریار۔ اسکے کرم ہیں بیشمار — تو بھی تو انگلیوں پہ گن۔ صلِّ علیٰ محمدؐ
ہم میں مسیح پاک تھا جبکہ عدو ہلاک تھا — ہائے وہ راتیں اور وہ دن۔ صلِّ علیٰ محمدؐ
اکمل جان نثار کی۔ بات یہ ہے ہزار کی — حق سے کریگا مقترن۔ صلِّ علیٰ محمدؐ

معارف قرآن مجید

مقتبسہ از افاضات علامہ نور الدّین ایدہ اللہ رب العالمین

ماضلّ صاحبکم وما غویٰ

اللہ تعالیٰ نے ایک ہادی کی ضرورت اور پھر اس میں جو ضروری اوصاف ہونے چاہئیں۔ پھر ان اوصاف کا اعلیٰ و اکمل واتم طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات ستودہ صفات میں پایا جانا جس دلاویز و دلنشین پیرائے میں بیان کیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی ان اعجازی خواص سے ہے۔ جو بالخصوص اسی کتاب حکیم میں پائے جاتے ہیں۔ پہلے تو والنجم اذا ھویٰ فرما کر جسمانی انتظام سے روحانی نظام کی طرف متوجہ کیا۔ النجم کے سمت الراس سے نیچے ہونیکی وجہ سے مغرب۔ مشرق۔ جنوب شمال کے راستوں کا علم ہوتا ہے۔ جب جسمانی بہتری و بہبودی کے لئے یہ انتظام ہے۔ تو روحانی دنیا میں صراط مستقیم کی ہدایت کے واسطے کسی النجم کی ضرورت کیوں نہ ہو اسکے بعد فرمایا کہ تین وصف اس رہنما میں ہونے ضروری ہیں۔ ایک تو وہ خود واقفکار ہو۔ اسے نیکی و بدی نافع و ضار کا علم ہو دوم وہ اجنبی نہ ہو۔ اس ملک کے رسم و رواج مذاق عادات حالات سے آگاہ ہو۔ اور اس ملک کے باشندے بھی اسکے کیرکٹر علم قابلیت کو خوب جانتے ہوں۔ تاکہ نہ وہ دھوکہ کھائے۔ نہ اسکے بارے میں احتمال ہو کہ یہ ہمیں دھوکہ دیگا۔ سوم عالم باعمل ہو۔ اپنے علم کو اپنی اور اپنے بھائی بندوں کی اصلاح میں خرچ کرنیوالا ہو۔ نہ یہ کہ وہ اپنے علم سے مفاسد و شرارت کو بڑھانیوالا ہو۔

یہ اوصاف حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں اعلیٰ درجے کے انتہائی کمال کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ آپ کا علم ایسا کہ شدید القویٰ نے آپکو سکھایا وھو بالافق الاعلیٰ کا خطاب پا کر یعلمھم الکتاب والحکمۃ آپ کی شان میں آیا۔ پھر جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ھویٰ

نہیں تھا بلکہ وحی یوحی تھا۔ اسلئے آپ پر ماضل خوب صادق آتا ہے۔ اور اجنبی نہیں۔ اسکے لئے صاحبکم فرمایا۔ عرب کے عمائد و اہل الرائے آپکے مکارم اخلاق کے مقر تھے۔ آپ نے اپنے اعلیٰ کیرکیٹر کا دعویٰ بڑی تحدی سے پیش کیا۔ اور فرمایا۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون۔ امین کا لقب تو آپ پا ہی چکے تھے۔

اور یہ کہ آپ اپنے علم سے لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانیکی کوشش کرتے ہیں۔ واقعات اسکی تصدیق کر رہے تھے۔ وہ لوگ جو زنا شراب جوا بازی ایسے بدترین گناہوں کو اپنی مجالس میں بڑے فخر کیساتھ ذکر فرماتے تھے۔ وہ اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ اور شراب کے پانچ بلکہ آٹھ وقتوں کی بجائے اتنے وقتوں کی نمازیں پڑھنے لگے۔ ایسا ہی ہر بدی کو چھوڑ کر اسکے مقابلہ میں انہوں نے ایک نیکی اختیار کر لی پس ما غویٰ آپ پر صادق آیا۔

الشمس والقمر بحسبان

انسان کے الفاظ میں کمزوری ہے۔ انسان کے فلسفے میں کمزوری ہے جوں جوں زمانہ نئے نئے علوم دریافت کرتا ہے۔ وہ اپنے حالات اپنی اصطلاحات کو بدلتا جاتا ہے۔ لیکن خدا کے کلام میں اس قسم کی کمزوری نہیں ہوتی۔ بلکہ جوں جوں سائنس ترقی کرتا ہے۔ اسکی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ دیکھئے انسان کے جبر و اختیار پر بعض علماء نے بڑی بحث کی ہے۔ اور اس میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہہ سکے۔ قرآن مجید نے ان الفاظ کو اختیار ہی نہیں کیا۔ بلکہ ان کی بجائے استطاعت۔ مقدرت اور تمکن فرمایا اور اعجاز و معجزے کے بدلے سلطان و آیات رکھا۔ اسی طرح حسبان ایسا لفظ ہے۔ کہ تمام دنیا کا فلسفہ پرانا ہو۔ یا نیا۔ اسکو نہیں جھٹلا سکتا۔ بخاری نے اسکے معنے کئے ہیں۔ حسبان کحسبان الرحی سورج اور چاند کا حساب دیکھو۔ ایک سیکنڈ کی بھی اس میں غلطی نہیں ہوتی۔ اگر ہم قطب شمالی یا قطب جنوبی پر ہوں تو چاند اور سورج چکی کی طرح چلتے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم خط استوا پر ہوں۔ تو فلک المغزل چرخے کی طرح چلتے معلوم ہونگے۔ اور حسبان ان دونوں صورتوں میں صادق آتا ہے۔

کیا بہشت آسمان پر ہے

جنت کے متعلق عام طور سے یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ آسمان پر ہے

لیکن وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ پر غور کریں۔ تو بالجزم ایسا نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ جب جنت کی چوڑائی۔ زمین و آسمان دونو کو ملا کر پوری ہوتی ہے۔ تو پھر اسکا صرف آسمان پر ہونا کیونکر اس آیت کے مطابق ہو سکتا ہے۔

کل کی فکر آج کرو

قرآن مجید میں ایک آیت ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؕ جس کے معنے یہ ہیں کہ اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور ہر نفس کو چاہیئے۔ کہ دیکھتا رہے۔ کہ کل کے لئے اس نے کیا کیا۔ اور تقویٰ اپنا شعار بنائے۔ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو۔ اس سے خوب آگاہ ہے۔

غرض دنیا و عقبیٰ میں کامیابی کا ایک گر بتایا۔ کہ انسان کل کی فکر آج کرے۔ اور اپنے ہر قول و فعل میں یہ یاد رکھے۔ کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبر دار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑھ ہے۔ اور یہی ہر ایک کامیابی کی روح رواں ہے۔ برخلاف اسکے انجیل کی یہ تعلیم ہے۔ جو باب ۶ آیت ۳۴ میں مذکور ہے بایں الفاظ کہ ”کل کے لئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کریگا۔ آج کا دکھ آج کے لئے کافی ہے۔

اگر ان دونوں تعلیموں پر غور کریں۔ تو صرف اسی ایک مسئلہ سے اسلام و عیسائیت کی صداقت کا فیصلہ ہو سکتا ہے اور ایک نیکدل پارسا طالب نجات۔ طالب حق خوب سمجھ لیتا ہے کہ عملی زندگی کے اعتبار سے کونسا مذہب احق بالقبول ہے۔

اگر انجیل کی اس آیت پر ہم کیا خود انجیل کے ماننے والے عیسائی بھی عمل کریں تو دنیا کی تمام ترقیاں رک جائیں۔ اور تمام کاروبار بند ہو جائیں۔ نہ تو بجٹ بنیں۔ نہ ان کے مطابق عملدرآمد ہو۔ نہ ریل گاڑیوں اور جہازوں کے پروگرام پہلے شائع ہوں۔ نہ کسی تجارتی کارخانے کو اشتہار دینے کا موقعہ ملے۔ نہ کسی گھر میں کھانیکی کوئی چیز پائی جائے۔ اور نہ غالباً بازاروں سے مل سکے

کیونکہ کل کی تو فکر ہی نہیں۔ بلکہ فکر کرنا ہی گناہ ہے۔ برخلاف اسکے

قرآن مجید کی تعلیم کیا پاک اور عملی زندگی میں کام آنیوالی ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ عیسائیوں کا اپنا عمل درآمد بھی اسی آیت پر ہے۔ ورنہ آج ہی سے سب کاروبار عالم بند ہو جائیں۔ اور کوئی نظام سلطنت قائم نہ رہے۔ قرآن پاک کی تعلیم ولتنظر نفس ما قدمت لغد پر عمل کرنیسے انسان نہ صرف دنیا میں کامراں ہوتا ہے۔ بلکہ عقبیٰ میں بھی خدا کے فضل سے سرخرو ہوگا۔ ہم کبھی آخرت کے لئے سرمایۂ نجات جمع نہیں کر سکتے۔ جب تک آج ہی سے اس دار القرار کے لئے تیاری نہ شروع کر دیں۔

تعلقات کی نگہداشت

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا ہے۔ کہ کچھ عجب نہیں۔ کہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تمہیں عداوت ہے۔ ایک وقت دوستی پیدا کر دے۔ اور اللہ اس بات پر قادر ہے۔ اسکے متعلق کلام نبوت میں نہایت عمدہ نصیحت فرمائی۔ احبب حبیبك عسیٰ ان یکون حبیبك یوما ما وابغض بغیضك عسیٰ ان یکون حبیبك یوما ما۔ کسی سے دوستی کرو۔ تو اسقدر نہ بڑھجاؤ۔ اور یہانتک اسے اپنا رازدار نہ بنالو۔ کہ اگر وہ تمہارا دشمن ہو جائے۔ تو تمہیں نقصان پہنچا سکے۔ اور اگر کسی سے دشمنی کرو۔ تو اسقدر نہ بڑھو کہ اگر وہ تمہارا دوست بنجائے۔ تو پھر تمہیں اپنی باتوں پر شرمسار ہونا پڑے۔ کیا پاک تعلیم ہے۔ دنیا میں ہزاروں مثالیں ایسی موجود ہیں۔ بظاہر موجودہ صورت حالات نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ اب ان شخصوں میں کبھی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ مگر معاً کچھ ایسے واقعات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ وہ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ ایکدوسرے کے جاں نثار بن گئے۔ اسوقت اس نا کردنی و ناگفتنی سلوکوں کی یاد کیا تکلیف پہنچاتی ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ پہلے ہی معتدلانہ روش اختیار کرے۔ تاکہ بعد میں شرم یا ندامت پیش نہ آئے۔

لا الٰہ الا ھو

لوگ یا تو اسواسطے کسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ کہ وہ پاک اور مقدس ہے

یا اسلئے کہ وہ بادشاہ ہے۔ اگر نافرمانی کرینگے۔ تو سزا دیگا۔ یا اسواسطے کہ وہ ہمارا محسن ہے ہم پر انعام کرتا ہے۔ اسلئے اس کی اطاعت ضروری ہے

اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت کی طرف اپنی انہیں تین صفتوں کا ذکر فرما کر بلاتا ہے لَہُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؁ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ؁ ملک بھی اُسی کا اور سب خوبیوں کا سرچشمہ بھی وہی اور ہر چیز پر قادر بھی وہی۔ وہی پیدا کرنیوالا وہی نگران حال۔ بس عبادت کے لایق بھی وہی۔ اگر تم کسی کی اسلئے اطاعت کرتے ہو۔ کہ وہ حسن رکھتا ہے۔ تو یاد رکھو تمام کائنات کے حسن کا سرچشمہ تو وہی ذات بابرکات ہے۔ کوئی خوبی اگر کسی میں ہے۔ تو اُسکا پیدا کرنیوالا وہی اللہ ہے۔ اسی طرح اگر تم کسی کی اسلئے اطاعت کرتے ہو۔ کہ وہ محسن ہے تو سب محسنوں سے بڑا محسن تو اللہ ہے۔ جس نے تمہارے محسن کو بھی سب سامان اپنی جناب سے دیا۔ اور پھر اس سامان سے تمتع حاصل کرنیکا موقعہ اور قوٰی بھی اُسی کے دیئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کی اطاعت اسلئے کرتے ہو۔ کہ وہ بادشاہ حکمران ہے۔ تو تم خیال کرو۔ اللہ وہ احکم الحاکمین ہے۔ جسکا احاطہ سلطنت اسقدر وسیع ہے۔ کہ تم اس سے نکل کر کہیں باہر نہیں جا سکتے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا ... لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ؁ یہ دنیا کے حاکم تو یہ شان نہیں رکھتے جب ان کی اطاعت کرتے ہو۔ تو پھر اس احکم الحاکمین کی اطاعت تو ضروری ہے۔

جنّ جنّ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ اور اس کی پیدایش نار السموم سے ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ بس اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی مخلوق کا جسے ہم دیکھ نہ سکتے ہوں محض اس بنا پر انکار کرنا کہ وہ اگر ہے تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتی۔ دانشمندی سے بعید ہے۔ خود جن کے لفظ میں یہ اشارہ موجود ہے۔ کہ وہ ایک

انسانی نظروں سے پوشیدہ مخلوق ہے۔ اس مادہ سے جس قدر الفاظ نکلے ہیں۔ ان میں یہی معنے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جنّت۔ جُنّۃ جو انسان کو چھپا کر تلوار کے حملے سے محفوظ رکھتی ہے جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہو جنون۔ عقل کو چھپانیوالا مرض۔ جنّ کا اطلاق۔ حدیث میں سانپ کالے کتے۔ مکھی چیونٹی۔ وبائی جرمز۔ بجلی۔ کبوتر باز۔ زقوم۔ بائیں ہاتھ سے کھانیوالا بال پراگندہ رکھنے والا۔ غراب۔ ناک یا کان کٹا۔ شیر نر سردار وغیرہ پر بولا گیا ہے۔ جن لغت میں بڑے آدمیوں پر بھی بولا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے جنّ الناس معظمھم۔ شاید بڑے پیسے والے ساہوکاروں کو بھی اسی لیئے مہاجن کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ غریب لوگوں کے مقابل ایک گروہ پر بولا گیا ہے۔ پہلے فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا اس سے آگے فرمایا بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ط السباء ۲۲ سورہ احقاف رکوع ۴ میں ایک گروہ کا ذکر ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ

پس کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہم شہادت پیش کرتے ہیں۔ ان امور کو جو تم دیکھتے ہو۔ اور پھر انکو جو ابھی ظہور میں نہیں آئے۔ اور تم نہیں سمجھتے۔ جس سے ثابت ہو جائیگا۔ کہ یہ قرآن مجید کسی کے خیالی پلاؤ نہیں۔ بلکہ ایک معزز پیغمبر کے ذریعہ پہنچا ہے۔ اور رب العالمین کا نازل شدہ کلام ہے

بِمَا تُبْصِرُوْنَ کے متعلق مختصر طور پر یہ سن لو۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے یار و غمگسار اور پھر آپ نے ارشاد الٰہی کی تعمیل میں دعوی نبوت کیا۔ اور تمام مشرکان عرب کو کھول کھولکر سنا دیا گیا۔ کہ یہ تمہارے بت کسی کے کام کے نہیں۔ پرستش کے لائق صرف ایک ذات جامع صفات ہے۔ جس کا نام ہے اللہ۔ تو چاروں طرف سے بڑے بڑے لوگ مخالفت کے لئے اٹھے۔ اور ناخنوں تک زور لگایا۔ آپ ایک یتیم بے سر و سامان مقابلہ میں بڑے بڑے عمائد بڑے بڑے اراکین اور دولتمند لیکن آخر سیھزم الجمع و یولون الدبر کا الہام

کردہ نصیبین کے یہودی تھے

صداقت نشان پورا ہوا۔ اور انکو نیچا دیکھنا پڑا۔ جس قدر لائق فائق لوگ تھے۔ وہ سب کے سب آپ کی غلامی میں آگئے۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ۔ ایسے علم سیاست جاننے والے خالدؓ بن ولید۔ ابو عبیدہؓ ایسے سپہ سالار سب آپ ہی کے حلقہ بگوش تھے۔

یہ تو سب نے اسوقت دیکھ لیا۔ پھر بعد میں جو اللہ نے اپنے دین کی نصرت فرمائی جس طرح پر مصر و شام و ایران ہند و سندھ پر فتح حاصل ہوئی۔ وہ کچھ ایسا نظارہ نہیں کہ بھول جانے والا ہو۔ اور اس شان و شوکت رعب و سطوت اور حیرتناک تغیر و تبدل کو دیکھ کر اور اس کے ساتھ ان کی پیشگوئیوں کو پڑھکر جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اور جو بے بسی و بے کسی کے عالم میں کی گئیں۔ کون خدا ترس شخص ہے۔ جو بے اختیار اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ نہ پڑھ اٹھے۔ اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد۔

دفتر تشحیذ کی موجودہ کتابیں

ضرورت زمانہ۔ ایکسو سوالا جو اسلام پر کئے گئے۔ ان کے نہایت مدلل جواب حجم قریباً دو سو صفحہ قیمت ۸/

اسلام کی پہلی کتاب حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق بجواد کتب نہایت مدلل اور کامل ثبوت بچوں کے پڑھانیکے لیے حجم ۱۳۶ صفحے قیمت ۴/

چولہ بابا نانک۔ گرونانک صاحب کے سچے مسلمان ہونیکا ثبوت اور اعتراضوں کے جواب

لیکچر نمبر ۱ قیمت / **لیکچر نمبر ۲** قیمت / **معیار حق** سچے مذہب کی شناخت /

تعلیم الاسلام مع ضمیمہ دہر میال کی تہذیب الاسلام حصہ اول کا جواب ۶/

میں مسلمان ہوگیا حصہ دوم و سوم اسلام کی حقانیت۔ اور آریوں کے اعتراضوں کا جواب ۱۴/

ترجمۃ القرآن پ ۲ عہ / پ ۳ عہ / پ ۴ عہ / یہ تفسیر شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم نے نہایت قابلیت سے لکھی ہر ربط اور دلیل کا خوب لحاظ رکھا ہے۔

نکات حدیث

جماعت المسلمین اور دعات السجین

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا يَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ قَالَ فَالْزَمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ كَذٰلِكَ (ابن ماجہ) حذیفہ بن یمان سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جہنم کے دروازے پر بلانے والے پیدا ہونگے۔ جو کوئی ان کی طرف گیا۔ اس کو انھوں نے اٹھایا۔ اور جہنم میں ڈالدیا۔ مینے عرض کیا یارسول اللہ ان لوگونکا حال مجھ سے بیان کردیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ لوگ یعنی جہنم کے دروازوں کی طرف بلانیوالے ہماری طرح کے ہونگے۔ اور ہماری زبان بولینگے۔ مینے عرض کیا۔ پھر آپ مجھکو کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو لازم کرے مسلمانوں کی جماعت کو اور انکے امام کو اگر جماعت اور امام بھی نہ ہو (اور مسلمانوں کے جدا جدا کئی فرقہ ہوجاویں) تو ان سب فرقوں سے الگ رہ اگرچہ تو جنگل میں) ایک جھاڑ کی جڑھ چباتا رہے۔ یہانتک کہ تجھے موت آجائے اور تو اسی حال میں ہو۔ افسوس ہے آجکل کے مسلمانوں پر جو ایسی حدیثیں پڑھکر بھی امام الوقت کو شناخت نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے ضد اور تعصب کیوجہ سے انکے دلوں اور آنکھوں پر پردے پڑگئے۔ ورنہ ایک حق شناس اور منصف مزاج انسان جس کے دل میں سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیاۃ والصلوۃ کے فرمودوں کی قدر ہے۔ وہ تو سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہمارا زمانہ ہی وہ زمانہ ہے جس کی نسبت آپ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کیونکہ اسی زمانہ میں ان دعات یعنی بلانے والوں کی

جو اندر اور باہر سے پیدا ہو گئے۔ وہ کثرت ہے۔ کہ جس کی نظیر ازمنہ ماضیہ میں نہیں پائی جاتی۔ خیر مذاہب کو جانے دو۔ مذہب اسلام سے جو مرتد ہو کر گلی کوچوں میں بلا رہے ہیں۔ انہیں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو۔ مسلمانو! کیا آج ہی عربی زبان میں بول کر تمہارا مقابلہ نہیں کر رہے پھر تم کیوں اس سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل نہیں کرتے جو تیرہ سو برس ہوئے تمہارے فائدہ کے لئے کی گئی یعنی فالزم جماعت المسلمین و امامھم جسکا مطلب یہ ہے کہ ایسے دعاۃ کے وقت اس جماعت میں شامل ہونا چاہیئے۔ جو ایک امام رکھتی ہے۔ تم لوگ ہر طرف دیکھ بھال چکے ہو بتاؤ تمہیں احمدی جماعت کے سوا کوئی ایسی جماعت نظر آتی ہے جسکا کوئی امام اپنی امامت کو منجانب اللہ سمجھنے والا موجود ہو اور ان دعاۃ کے فتنوں سے بچانیکے لئے اُسے دعاوطائل کا لشکر عطا کیا گیا ہو۔ خدا کے واسطے لفظ دعاۃ پر غور کرو۔ تاکہ خونی امام کا خیال تمہارے دلوں سے دور ہو۔ یہ پیشگوئی تمہارے سامنے تمہارے ملک میں پوری ہوئی تمہارے ہی بھائیوں نے زمرۂ دعاۃ میں شامل ہو کر اعتراضوں کے تیروں سے تمہارے جگر چھید ڈالے مگر ہائے افسوس ابھی بھی تمنے باوجود وصیت نبوی کے امام المسلمین کو قبول نہ کیا۔ بلکہ جماعت المسلمین کا جماعت الکافرین نام رکھا۔ کچھ تو خوف کرو آخر مرنا ہے۔ کیا اب ہی تمکو اس جماعت کی صداقت میں کچھ شبہ ہے۔ جس نے قلم کا سیاہ جھنڈا ہاتھ میں لیکر ان دعاۃ سے وہ جنگ کی۔ کہ پہلی قوموں میں اس کی مثال نہیں ملتی تمنے خود اپنے ہاتھوں سے اس پیشگوئی کو پورا کیا۔ ذرا ابن ماجہ کی ان حدیثوں کو تو پڑھیئے۔ حتی یاتی قوم من قبل المشرق معھم رایات سود فیسئلون الخیر فلا یعطونہ فینصرون فیعطون ما سالوا الخ (۲) ثم تطلع الرایات من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ... فقال اذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبواً علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی (۳) یخرج ناس من المشرق فیوطئون المھدی یعنی سلطانہ۔ ان احادیث سے ظاہر ہے کہ مہدی مشرق میں ہوگا۔ اور اسکی

فوج کے ہاتھوں میں سیاہ جھنڈے ہونگے۔ وہ خیر (خزانہ) طلب کرینگے۔ لوگ انکو نہ دینگے وہ لڑینگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد دیئے جائینگے۔ آخر وہ جو مانگتے تھے۔ انکو دیا جاویگا (ہمارے اہل قلم بھائیوں کو مبارک! یہ بیش بہا خزانہ انکے حصہ میں آیا) مہدی کی وہ مشرقی فوج جب تم اس خزانہ پر ان سے لڑوگے۔ تمکو ایسا قتل کرینگے۔ کہ دنیا تمکو کسی نے قتل نہیں کیا۔ وہ مہدی کی سلطنت کو دنیا پر جما دینگے۔ وہ اور انکے امام کا یہ درجہ ہے۔ کہ جو کوئی انکا زمانہ پائے۔ برف پر بھی ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلکر ان میں جا شامل ہو۔ فمن ادرک ذٰلک منھم فلیاتھم ولوحبوا علی الثلج۔

اب میں پوچھتا ہوں۔ اگر امام مہدی نے مغرب میں آنا ہوتا۔ جدھر تمہاری آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مغرب کے لوگوں سے کوئی انکا مددگار نہ ہو۔ تمہارے ہی مقرر کردہ نشانوں کے ساتھ آئے۔ پر تم کیوں انکے ساتھ لڑوگے۔ اس میں تو سمجھایا گیا۔ کہ اس مہدی کیوقت تم اپنی غلطی سے یہ خیال کروگے۔ کہ ہم اس خزانہ کے مالک ہیں۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ لیکن دراصل تم اسوقت صرف نام کے مالک ہوگے۔ نہ کوئی تمہارے پاس خزانہ ہوگا۔ نہ اسکے سنبھالنے کی قابلیت۔ اسلئے تم مہدی اور اس کی مشرقی فوج کے ساتھ یہ سمجھکر کہ یہ تو ہمارے خزانہ کو برباد کرنے لگے ہیں۔ لڑائی شروع کردوگے۔ پھر تم اس سلطان القلم کے ہاتھ سے جسکا لشکر قلم کے سیاہ نیزے لیکر تم پر چڑھائی کریگا۔ قتل (دلائل) کیئے جاؤگے۔ اور وہی امام اس خزانہ کا مالک کیا جائیگا۔ جو نعمت دین سے لوگونکو مالامال کردیگا۔ والمال یومئذ کدوس فیقوم الرجل یامھدی اعطنی فیقول خذ (ابن ماجہ) پس اے مسلمانو ضد اور تعصب کو چھوڑو اور جماعت المسلمین سے منہ نہ موڑو۔ خروج دعاۃ کے زمانہ میں جب تک تم اس امام الوقت کی پیروی نہ کروگے۔ یہ فرقہ بندی تمہارے کچھ کام نہ آئیگی۔ اس مخبر صادق صلعم کے فرمودہ پر غور کرو فاعتزل تلک الفرق کلھا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ مرتد اور گمراہ منادوں اور لیکچراروں کے زمانہ میں مسلمانوں کے بہت سے فرقے ہونگے۔ لیکن وہ کسی ایک امام کے ماتحت نہ ہونگے

اسلئے آپنے ان سے جدا رہنے کی یہانتک تاکید فرمائی۔ کہ مومن کو جنگل کی جڑ بوٹی پر گذارہ کرنا انکی لعنتوں سے بہتر ہے سو میری اس نصیحت کو دل سے سنو اپنے محض تمہاری خیر خواہی کے لئے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ شاید تم میں سے کوئی سعید روح فائدہ اٹھا کر میرے لئے ثواب کا موجب ہو۔ اللہ تعالیٰ تمکو امام الوقت کی شناخت عطا کرے۔ آمین۔ (کرمداد۔ دولمیال جہلم)

ریویو

کتاب الامر جس کا دوسرا نام امام مہدی کے انصار اور ان کے فرائض ہے۔ خواجہ حسن نظامی دبیر حلقہ نظام المشائخ دہلی نے مرتب کیا ہے۔ یہ رسالہ آئینہ ہے ان خیالات کا جو آجکل بالعموم مسلمانوں میں مختلف طور سے پائے جاتے ہیں یا پیدا کئے جارہے ہیں جب ہر طرف سے مصائب و مشکلات کا سامنا ہوا۔ تو انکی نظریں ظہور مہدی کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اس قسم کی باتیں خدا کے موعود مہدی مسعود نے آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کی نسبت فرمائیں۔ تو ان پر ان ناعاقبت اندیش اور پرجوش ملاؤں نے کفر و تکفیر تک نوبت پہنچائی۔ مگر اب انتہائے یاس میں خود اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ ان احادیث کی پیشگوئیوں کے کچھ اور معنے کریں۔ خواہ وہ حقیقت سے دور ہی ہوں۔

نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب کے متعلق اب تسلیم کرلیا ہے کہ یہ ریل ہے اور (۲) دخان سے مراد تمباکو کی کثرت لیتے ہیں (۳) دجّال سے ایک فریب کا جماعت مراد ہے۔ خواجہ صاحب اگر لغت کی کتاب دیکھتے۔ تو اسکے معنے طائفۃ عظیمۃ تحمل المتاع للتجارۃ پاتے (۴) اخرجنا لہم دابۃ میں دابہ سے مراد گراموفون ہے (۵) آفتاب کا مغرب سے نکلنا یعنی کمالات کا ظہور یورپ سے ہو رہا ہے (۶) یاجوج ماجوج روس و جرمن ہیں (۷) نار تخرج من قعر عدن۔ مسلمانوں کا جوش و خروش جس کی حرارت کا مخرج یمن یا عدن ہے (۸) یکون اختلاف عند موت خلیفۃ اس کی توجیہ آپ یہ کرتے ہیں۔ کہ سلطان عبد الحمید کے معطل ہونے

کے بعد تمام عرب والے موجودہ ترکی پارلیمنٹ کے سخت مخالف ہیں۔ اور یہی وقت ہے۔ کہ مہدی خروج کرے۔ (۹) یخرج رجل من وراء النہر۔ یہ شاہ افغانستان ہے۔ جو مشہد و ہرات کے رستے خروج کرکے اسکو زیر نگین کرتے ہوئے حضرت مہدی کی خدمت میں حاضر ہونگے علیٰ مقدمتہ رجل یقال لہ منصور۔ یہ منصور شہزادہ نصر اللہ خان ہے۔ (۱۰) انگریزی تاجدار کا مسلمان ہوجانا ایک عنوان قائم کرتے ہیں۔ اور آپ مشورہ دیتے ہیں۔ توحید و رسالت محمدیہ کا اقرار دلی تصدیق سے کرلیں۔ سرکاری حیثیت میں باضابطہ اعلان کی ضرورت نہیں اور آپ نام رکھتے ہیں۔ حضرت مولنا علی جارج الخامس (۱۱) اسکے بعد آپ کلکی پوران اور جاماسپ نامہ سے موعود کے ظہور کا یہی وقت بتاتے ہیں (۱۲) پھر تورات کی بشارات اور یوحنا کے مکاشفات سے کچھ اسکا پتہ دیتے ہیں کہ یاجوج ماجوج قوموں کو فریب دیکر مقدسوں کی چھاونی یعنے مدینہ منورہ اور عزیز شہر یعنی مکہ مکرمہ پر چڑھ آئیگا۔ (۱۳) پھر ابن عربی کی پیشگوئی سے حساب کرکے ۱۳۳۵ھ میں ظہور مہدی کی خبر دی ہے۔ آخیر میں بارہ فرائض لکھے ہیں جنکا خلاصہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ ایک بنو اور نیک بنو۔

غرض اس قسم کے خوش کن مگر اکثر حقیقت سے بہت دور باتوں سے یہ رسالہ پُر ہے۔ اور اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ مسلمانوں میں کام کرنیوالی روح تو اب رہی نہیں۔ وہ صرف خیالی پلاؤ پکا پکا کر خوش ہو رہے ہیں۔ بہرحال ہماری ہی فتح ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ ۱۳۳۵ھ بھی گذر جائیگا۔ اور انکا کوئی مہدی ان کے خیالات کے مطابق ظہور نہ کریگا۔ ناچار یہ ندامت کے ساتھ خدا کے سچے مہدی مرزا غلام احمد علیہ السلام کے آستانہ پر اپنا سر تسلیم خم کردینگے۔

اس رسالہ میں موجودہ حکومت انگریزی سے وفاداری میں دو قدم اور آگے بڑھنے کی تاکید ہے۔ یہ وہی بات ہے۔ جو تیس سال قبل ہمارے امام علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے بلکہ اسے اپنے شرائط بیعت میں رکھا۔ غرض خدا اپنے صادق کا صدق ظاہر کرنیوالا ہے رسالہ کی قیمت مع محصولڈاک ۴؍ ہے۔

خطبات الاسلام مولوی ابوانس یونس الطائفی رئیس دتاوَلی ضلع علیگڈھ نے مسلمان خطیبوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ جمعہ کے دن ان اہم امور بیّنہ پر خطبہ وعظ کہا کریں۔ جو بہت عمدہ بات ہے سب سے زیادہ امر اہم تو یہ ہے۔ کہ اس زمانے کے موعود پر ایمان لا کر سچے مسلمان بنیں۔ حجم ۳۲ صفحے کاغذ ڈیل

میلاد الرسول شاہ محمد حسن میاں صاحب پھلواری نے یہ رسالہ لکھا ہے۔ آنحضرت صلعم کے واقعات زندگی بلا قید تاریخ و یوم اگر مسلمانوں کو سنائے جائیں۔ اور اس طرح پر انہیں اپنے مقدس نبی کی سیرت سے آگاہ کیا جائے۔ تو اس سے زیادہ مفید اور بہتر کام کیا ہو سکتا ہے مگر مسلمانوں میں جہاں اور بدعات کا رواج ہے۔ وہاں اس پاک بات میں بہت سی باتیں ایسی ملا دی گئی ہیں۔ کہ اصل مطلب فوت ہونیکے علاوہ کچھ خرابیاں بھی پڑ گئی ہیں۔ مؤلف میلاد نے اس نقص کو محسوس کیا ہے۔ مگر ان کو یہ جرأت نہیں ہوئی۔ کہ وہ اس رسم کو قلع قمع ہی کر دیں۔ آپ نے اپنی تحقیق کے مطابق نہایت معتبر روایات سے ایک مولد نامہ تیار کیا ہے۔ جس سے حضور انور کی سیرت پر تو کچھ روشنی نہیں پڑتی۔ مگر کتب سابقہ بالخصوص بائیل میں جو بشارات ہیں۔ ان کی تشریح خاصی کر دی گئی ہے۔ اور عبارت بھی دلچسپ و دلاویز ہے آپ ہر ایک بات کی سند قرآن و حدیث سے حاشیے پر دیتے جاتے ہیں۔ جس نے رسالہ کو قابل قدر بنا دیا ہے۔ مگر حدیثیں جو پیش کی ہیں۔ انکا اکثر حصہ ایسا ہے۔ جو اعلیٰ طبقے کی نہیں۔ ختم نبوت کو بھی آپ ٹھیک نہیں سمجھے۔ جو دلیل دی ہے۔ اس سے بھی یہی نکلتا ہے۔ کہ آئندہ تا قیامت کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ کہاں سے نکل آیا۔ کہ آنحضرت صلعم کے فیض سے مستفیض اور اسی سراپا نور کے نور سے مستنیر ہو کر کوئی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔ بلکہ ختم کا تو تقاضا ہے کہ اب جو نبی مع آپ کی مہر سے ہو جھوٹا نبی ہلاک کیا جائیگا" اسکے بارے میں آپ رقم فرما ہیں۔ کہ یہ نبوت کی صداقت کا قطعی فیصلہ ہے "کیونکہ اگر معاذ اللہ آپ سچے رسول اور نبی مبشّر و موعود نہ ہوتے۔ تو اسی آیت کے بموجب ضرور قتل کئے جاتے۔ حسن میاں صاحب

اگر اسی دلیل کو لیکر حضرت مسیح موعود کے دعوی میں غور کریں۔ تو انشاء اللہ ان پر حق کھلجائے۔

بہرحال رسالہ قابل دید ہے۔ اور بشارات نبوی کا حصہ بہت دلچسپ ہے۔ میلاد میں چونکہ تعظیم کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور آپ شریعت سے کوئی اس کی دلیل نہیں لاسکتے۔ اسلئے آپ لکھتے ہیں۔ اے محبان نبی اٹھو اٹھو عالم تصور ہی میں سہی۔ دربار رسول میں پہنچکر ادب و تعظیم سے کھڑے ہوکر صلوٰۃ و سلام عرض کرو۔ حجم ۲۰ صفحے بلا محصولڈاک ۸ر لکھوائی و چھپوائی کاغذ اچھا

الندوہ۔ فروری کے نمبر میں یہ دعوی کیا گیا ہے۔ "کہ جب گنہ گار جماعت پر عذاب بھیجتا ہے تو ہمیشہ اس میں سے اسکے نیک اور پاک افراد کو اس عذاب سے نکالتا ہے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ناکردہ گناہ گنہگاروں کی مصیبت میں شریک ہو"

میرے نزدیک یہ دعوی صحیح نہیں۔ اور قرآن مجید و حدیث نبوی کے خلاف ہے۔ جن آیات سے ایسا استدلال کیا گیا ہے۔ وہ دعوی متذکرہ بالا کو ثابت نہیں کرتیں۔

(۲) آیت واتقوا فتنۃ لاتصیبنّ الذین ظلموا منکم خاصۃ۔ اس بارے میں نص صریح ہے۔ کہ ظالموں کے علاوہ دو... بھی عذاب میں شریک ہوسکتے ہیں۔ اسکے متعلق نحوی حیثیت سے تین ترکیبیں بناکر تین معنی کئے گئے ہیں۔ ایک تو ہماری مطابق ہے۔ باقی دو کی نسبت آئندہ کچھ عرض کرونگا۔ فی الحال آپ بتائیں کہ علامہ زمخشری کو نحو و لغت کا امام کس کس نے بنایا ہے۔ اور مقولاً فیہ مقدر کی مثال نحو سے دکھائیں

(۱) وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیھم شحومھما الا ما حملت ظھورھما او الحوایا او ما اختلط بعظم ذلک جزینھم ببغیھم وانا لصدقون۔ بغی کے مرتکب تو چند افراد مگر اسکا خمیازہ ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو بھی اٹھانا پڑا (۲) قال فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تأس علی القوم الفاسقین۔ حضرت موسیٰ کی قوم کو حکم عدولی کی یہ سزا ملی۔ مگر خود حضرت موسیٰ کو بھی اسی سے حصہ لینا پڑا۔ اور آپ کی وفات اسی جنگل میں ہوئی کیا چند سپاہیوں کی غلطی سے جنگ احد میں سب؟

(۳) فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوّٰھا ولا یخاف عقبھا۔ گناہ کی وجہ سے نہ

نہ صرف اس قوم کو ہلاک کیا۔ بلکہ ان کی اولاد کی بھی پروا نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب کی شہادت ہے۔ اللہ کی فعلی کتاب سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے چنانچہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔ جب کوئی عذاب برنگ طوفان یا دو باراں آتا ہے۔ تو سب سے پہلے یہ بلا چڑیوں اور دوسرے پرندوں پر نازل ہوتی ہے۔ حالانکہ انکا کچھ قصور نہیں ہوتا۔ خود انسان کے اعضاء میں یہ نظارہ ہر روز نظر آتا ہے کہ گناہ ایک عضو کرتا ہے۔ اور اسکا نتیجہ دوسرے اعضاء کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کے حکم سے چوری کرنیوالے بچے کو بید درکین پر لگتے ہیں کشتی میں ایک سوراخ کر دے سب ہی ڈوبینگے۔

پھر میں صحیح البخاری سے ایک حدیث سناتا ہوں۔ جو اس نزاع میں فیصلہ کن ہے۔ اور وہ یہ عن نافع بن جبیر بن مطعم قال حدثتنی عائشہؓ قال قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزو جیش الکعبۃ فاذا کانوا ببیداء من الارض یخسف باولھم واٰخرھم قالت قلت یا رسول اللہ کیف یخسف باولھم واٰخرھم وفیھم اسواقھم ومن لیس منھم قال یخسف باولھم واٰخرھم ثم یبعثون علیٰ نیاتھم۔ بخاری کتاب لبیوع باب ما ذکر فی الاسواق

اس حدیث میں من لیس منھم قابل غور ہے۔ رسول کریم صلعم کے جواب یبعثون علیٰ نیاتھم سے واضح ہے۔ کہ اسی دنیا میں ہر جرم کی سزا یا ہر نیکی کی جزا ضرور نہیں۔ ایسا امتیاز جو ہر طرح سے واضح ہو۔ یوم القیامت کے لئے مخصوص ہے۔ اگر فاضل مضمون نگار کو اپنی رائے پر اصرار ہوا۔ تو ہم انشاء اللہ پھر مفصل لکھ سکینگے۔

ضیاء الاسلام اس رسالہ میں یہ انوکھی رائے دیگئی ہے۔ کہ سائینس اور مذہب کا ملنا غیریت کے متضاد ہے۔ اور یہ کہ عقلی دلائل عقائد پر برا اثر ڈالتے اور انسان کو مذہب سے بیگانہ بنا دیتے ہیں۔ ہمارے معصر کو دھوکہ ہوا ہے قرآن مجید میں بار بار افلا تعقلون آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ عقل مذہب کی شناخت اور عقائد کی صحت کا یقین کرنیکے لئے ضروری ہے۔ گو عقل کی مثال اس زدبان کی طرح ہے۔ جسکا کام صرف بام مقصود تک پہنچانا ہے۔ بعد از اں اس کی ضرورت

نہیں۔ اور سائینس کے بارے میں بھی مضمون لکھنے والے کا ہمنوا ہوتا۔ اگر اسلام کا تعلق صرف روحانی ترقیات سے ہوتا۔ مگر اسلام تو انسان کی جسمانی و روحانی دونوں قسم کی ترقیات کے لیئے ایک ہدایت نامہ پیش کرتا ہے۔ پس سچا مذہب تو سائینس کو اپنا خادم بنا لیتا ہے۔ اور سچے مذہب کا تعلق سائینس سے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ انسان خلیفہ فی الارض ہے اور تمام مخلوقات بفحوائے آیہ الم تروا ان اللہ سخر لکم مافی السمٰوٰت و مافی الارض۔ انسان کی مسخر ہے۔ پس وہ اس بات پر مامور ہے۔ کہ ان سے حسب منشار موافق قوانین الٰہی اپنے قوٰے کے اندازے پر کام لے۔ باوجود اس آیت کے قرآن مجید میں موجود ہونیکے ایک مسلمان کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ سائینس کو مذہب سے کچھ تعلق نہیں۔ یا سائینس کے دخل دینے سے مذہب کی خیر نہیں۔ ہمارا مذہب تو سائینس سے اپنی شان کمال دکھاتا ہے جوں جوں سائینس کے مسایل حل ہونگے۔ اسلام کی اور بھی صداقت ظاہر ہوگی۔ ہم اس موضوع پر کسی آیندہ اشاعت میں بشرط ضرورت ایک سیر کن بحث کر سکینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

خریدارانِ تشحیذ کو اطلاع

ماہ جون ۱۹۱۲ء کا پرچہ تمام ان اصحاب کے نام جنہوں نے ۱۲ء کی قیمت نہیں دی۔ وی۔ پی کیا جاویگا۔ اگر کوئی صاحب وی۔ پی وصول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو پہلے اطلاع دیں وی۔ پی واپس کر کے نقصان نہ پہنچائیں۔ (مینجر)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئیں مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا۔ جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کے لئے آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے۔ یہ دوا ۷۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد اور متلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۱۴ر محصولڈاک ۸ تک ۵ر

عرق کافور

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ اسکا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے۔ اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی آتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا۔ پیٹ میں درد بد ہضمی متلی اشتہار کا کم ہونا وغیرہ ریاح کی علامت جلد دور ہو جاتی ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ میں گرمی دمروڑ کچھ نہیں ہوگی حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۷۰ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیا رکھنی چاہیئے۔ قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیا ۵ر ایک سے چھ ڈبیا تک محصولڈاک ۵ر

درد سر و ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک ٹپک رگوں بھر میں کنگنی سے جو چبھتا ہے ہیں۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے درد سر نصف سر میں ہو یا تمام سر کسی وجہ سے ہو فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اسلئے خاص و عام کو یہ دوا اپنے گھر میں رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۱۰ اکھیونکی ایک شیشی ۶ر محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیا تک ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ